حیاتِ شیخ الحدیثؒ

یعنی حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کے
مختصر حالاتِ زندگی اور ان کا علمی مقام و مرتبہ اور ان کی شخصیت پر
اہل قلم علمائے کرام کے تاثرات کا جامع مرقع اور تاریخی دستاویز

تالیف
مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی
خلیفہ مجاز
حضرت مولانا سیّد مکرّم حسین صاحب سنسارپوری دامت برکاتہم

ناشر
دارالبحوث والنشر
مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

حیات شیخ الحدیث

یعنی حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور
کے مختصر حالات زندگی اور ان کا علمی مقام و مرتبہ اور ان کی شخصیت
پر اہل قلم علماء کرام کے تأثرات کا جامع مرقع اور تاریخی دستاویز۔

مرتب
مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی
خلیفہ مجاز: حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری مدظلہ العالی

ناشر
دار البحوث والنشر
مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات مرکز احیاء الفکر الاسلامی........................(۵۵)

نام کتاب: حیات شیخ الحدیث
تالیف: مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی
صفحات: ۱۱۶/
تعداد: ۱۱۰۰/
قیمت: ۵۰/روپئے
سنہ اشاعت..................... ۲۰۱۸ء مطابق ۱۴۴۰ھ
کمپوزنگ: **عزیزی کمپیوٹر سینٹر مرکز احیاء الفکر الاسلامی**

ناشر
دار البحوث والنشر
مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)
Mob: 09719831058, 09719639955
Email. masood_azizinadwi@yahoo.co.in www.mifiin.org

ملنے کے پتے

☆ دار الکتاب، دیوبند، سہارنپور (یوپی) ☆ نعیمیہ بک ڈپو، دیوبند سہارنپور
☆ مکتبہ ابو الحسن، محلہ مفتی سہارنپور ☆ مکتبہ ندویہ، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ اتحاد بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور ☆ الفرقان نیا گاؤں مغربی (نظیر آباد) لکھنؤ

فہرست مضامین

عرض مرتب: مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی ۶

تعارف مرتب: حمید اللہ قاسمی کبیر نگری ۱۴

شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب جونپوری ؒ

تمہید ۲۵

پیدائش اور وفات ۲۶

راقم سے حضرت شیخ کا تعلق ...... //

حضرت شیخ کے خطوط راقم کے نام ...... //

راقم کی کتاب پر حضرت شیخ نے کلمات دعائیہ تحریر فرمائے ۲۷

حضرت شیخ نے میری مشکوۃ شریف کا افتتاح کرایا ۲۹

حضرت شیخ کی قیامگاہ پر قیام اور حضرت شیخ کی راقم کی کتاب پر تقریظ ۳۰

حضرت مفکر اسلام کی وفات کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں ہی سکون محسوس ہوتا ۳۱

راقم پر حضرت کی عنایات و شفقتیں ۳۲

رمضان کے مقدس ایام میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری ۳۳

حضرت شیخ کا مقام و مرتبہ ۳۴

حضرت شیخ کو ادنی سا خراج عقیدت ...... //

فہم قرآن و فہم حدیث کی حامل شخصیت

نبی کا کلام وحی الٰہی ہوتا ہے ۳۵

تم نماز اسی طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں ۳۶

موجود حضرات غائب حضرات کو پہنچادیں ...... //

پورا دین قرآن وحدیث سے ثابت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۷
کلام الٰہی کے متشابہات میں نہ پڑو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //
زندگی کا ہر مسئلہ نبی کی سنت وسیرت میں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۸
حدیث پاک قرآن کریم کی وضاحت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۹
نبی کی سیرت گویا قرآن مجید ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //
موت کے وقت حدیث کی وجہ سے پرانوار چہرے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۰
شیخ یونس صاحب ایک باکمال محدث تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۱
شیخ یونس کا ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ربط وتعلق ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //

آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا محمدیونس صاحبؒ

شیخ یونس صاحب کی جائے پیدائش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳
تعلیم کی ابتداء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //
عصری تعلیم سے کنارہ کشی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۴
عربی درجات میں داخلہ لینا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //
مظاہر علوم کی تعلیم کا شہرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵
مظاہر علوم میں داخلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //
امتحان میں صحاح ستہ کے نمبرات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۶
صحاح ستہ کے اساتذہ کرام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //
شیخ یونس صاحب مفتی مظفر حسین صاحب کی سرپرستی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //
مظاہر علوم میں آپ کا تقرر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۷
شیخ یونس صاحب کے اساتذہ کرام ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ //
شیخ الحدیث کے منصب کے لئے غور وفکر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۸
اکابر کا انتخاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۹

حضرت شیخ زکریا کی تین دعائیں .... //
شیخ الحدیث کا انتخاب عنایت الٰہی ہے ۵۰
شیخ یونس صاحب شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ۵۱
آپ کی علمی صلاحیتوں کا شیخ محمد زکریا نے اعتراف کیا ہے ۵۲
شیخ یونس کا میرے والد ماجد مولانا اطہر صاحب سے قلبی لگاؤ .... //
شیخ یونس صاحب اور مولانا اطہر صاحب علم وعلم اور تقوی وطہارت میں آفتاب وماہتاب ۵۳
شیخ یونس صاحب کے درس کی خصوصیات .... //
حضرت شیخ زکریا سے بیعت ۵۴
حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب کی طرف سے اجازت وخلافت .... //
حضرت شیخ زکریا کی طرف سے بھی اجازت وخلافت ۵۵
شیخ یونس صاحب نے پچاس سال تک حدیث کی خدمت کی .... //
اکابر کا آپ کی طرف علمی رجوع ۵۶
شیخ یونس صاحب کی حالات حاضرہ پر گہری نظر .... //
ملی ہمدردی وخیر خواہی میں پیش پیش رہتے تھے ۵۷
شیخ یونس صاحب کے علمی کارنامے ۵۸
حضرت شیخ کی راقم سے مناسبت ۵۹

شیخ یونس اپنی محدثانہ شان اور علمی زندگی کے آئینہ میں

علم حدیث میں آپ کی کوئی نظیر نہیں ۶۰
جونپور کی اہمیت وافادیت ۶۱
جونپور کی علمی تاریخ .... //
شیخ یونس صاحب سے میری شناسائی ۶۲
شیخ یونس صاحب سے غائبانہ محبت .... //

ندوۃ العلماء لکھنؤ میں آپ سے ملاقات ٦٣
آپ کے درس حدیث میں راقم کی حاضری ٦٤
آپ نے علامہ فادانی کے شاگرد سے اجازت حاصل کی .... //
آپ نے مولانا احمد علی لاجپوری سے اجازت حاصل کی ٦٥
حضرت شیخ کا درس حدیث اور راقم کے تأثرات .... //
راقم نے آپ سے حدیث کی اجازت لی ٦٨
حضرت شیخ علامہ شبلی کے مداح تھے .... //
آپ کی علمی تصنیف دیکھ کر آپ کی علمی عظمت کا سکہ دل پر جم گیا ٦٩
آپ کی تحقیقات کے چند نمونے ٧٠
بخاری شریف پڑھانے کے لئے فتح الباری ہی بنیادی مرجع ہے ٧٢
علم حدیث کے متعلق برصغیر میں کن حضرات کے کارنامے ہیں؟ .... //
ہندوستان میں صحاح ستہ کی تعلیم کا رواج دینا حضرت گنگوہی کا کارنامہ ہے ٧٣
مولانا گنگوہی کے بعد جن علماء کے حصے میں حدیث کی محققانہ خدمت آئی ..... //
لیکن حضرت شیخ کے علاوہ کسی کے یہاں یہ جامعیت نہیں ٧٤
جن مشکل مقامات سے شراح سرسری گزر جاتے ہیں حضرت شیخ ان کی مکمل تحقیق کرتے ہیں ٧٥
یونس نکتہ داں سے کیا نسبت .... //

حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ

حضرت مولانا محمد یونس صاحب کا انتقال پر ملال ٧٧
ہم مجلس عرفانی سے محروم ہو گئے .... //
عمر گزری ہے تیرے دربار میں آتے ہوئے ٧٨
عصر حاضر میں بخاری شریف کو حضرت شیخ سے زیادہ جاننے والا شاید کوئی ہو..... ٧٨
مولانا محمد یونس صاحب کا محبت الٰہی میں استغراق ٧٩

حضرت کا غیر معمولی قوت حافظہ .... //
خصوصیات درس ۸۰
حضرت مولانا یونس صاحب مسند درس حدیث پر نصف صدی فائز رہے .... //
حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب اور حضرت شیخ زکریا سے اجازت وخلافت .... //
مرجعیت کا مقام ۸۱

شیخ یونس کی وفات مظاہر علوم کیلئے سب سے بڑا حادثہ

مظاہر علوم کے لئے روانگی ۸۲
شیخ یونس صاحب سے ملاقات پر کیا باتیں کرنی ہیں ۸۳
شیخ یونس صاحب کا انتقال پر ملال .... //
اپنے دوستوں کو شیخ یونس کے انتقال کی خبر دی ۸۴
مظاہر علوم کا سب سے بڑا حادثہ .... //
پورے عالم اسلام میں شیخ کے برابر بخاری کا کوئی عالم نہیں تھا ۸۵
شیخ یونس صاحب کئی محدثین کے علوم کا مجموعہ تھے .... //
وہ مجلس سونی ہوگئی جس میں حدیث وتاریخ کی کتابوں کے تذکرے ہوتے تھے .. ۸۶
وہ صاحب نظر ہم میں نہ رہا .... //
جو تقلید سے بالاتر تھا وہ عالم محقق وفات پا گیا ۸۷
شیخ یونس نہیں چاہتے تھے کہ لوگ ابن حجر پر تنقید کریں .... //
شیخ یونس کے انتقال کے بعد سارے شیوخ حدیث برابر ہوگئے ۸۸
شیخ یونس نے اپنا کوئی جانشین نہیں چھوڑا ۸۹

محدث زمانہ مفکر اسلام کی خدمت میں

علم حدیث میں امامت کا درجہ رکھنے والی شخصیت تکیہ میں ۹۰
مفکر اسلام نے حضرت شیخ کو دیکھ کر نعمت غیر مترقبہ فرمایا ۹۱

شیخ یونس صاحب کی شاہ علم اللہ کی قبر پر حاضری ۹۲
وقت کی دونوں شخصیتوں کا آپس میں ادب واحترام //
حضرت شیخ یونس تکیہ میں قیام کرنا چاہ رہے تھے ۹۳
شیخ یونس کی تکیہ سے جانے کی طبیعت نہیں چاہ رہی تھی ۹۴
شیخ یونس کے ادب کی انتہا ۹۵
شیخ یونس صاحب سے رخصتی کا مصافحہ //
شیخ یونس مدرسہ ضیاء العلوم میں ۹۶

ایک اور مہر مبیں بسوئے فردوس بریں

شیخ یونس ملک وملت کی گراں قدر شخصیت ۹۷
شیخ یونس صاحب نے مظاہر علوم میں پوری زندگی گزاردی //
شیخ یونس صاحب سے راقم کو استفادہ کا موقع ملا ۹۸
شیخ یونس کی خصوصیات اور اکابر کا اعتماد //
شیخ یونس صاحب کا استغناء ۹۹
شیخ یونس کی وفات پر عرب وعجم ماتم کناں ہیں ۱۰۰

کس کو بٹھائیں بزم میں تیرے مقام پر

تمہید ۱۰۱
ولادت باسعادت ۱۰۲
مکتبی تعلیم //
عربی تعلیم ۱۰۳
تدریسی خدمات //
علم حدیث میں آپ کا مقام ومرتبہ //
وفات ۱۰۴

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۱۰۵
علم حدیث میں آپ کا منفرد مقام تھا ..... //
آپ کا علمی سفر ۱۰۶
شیخ یونس صاحب علم کے متلاشی تھے ..... //
تعلیم سے حد درجہ کی محبت ۱۰۷
شیخ یونس نے ۱۶۸؍حدیثیں نقل کی ہیں جو امام بخاری نے ایک ہی سند کے ساتھ بیان کی ہیں ... ۱۰۸
فن حدیث میں مہارت حاصل کرنا مشکل کام ہے ..... //
ایک عظیم شخصیت دنیا سے رخصت ہوگئی ۱۰۹

شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب سے ملاقات

شیخ یونس صاحب سے راقم کی پہلی ملاقات ۱۱۰
مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے راقم کو شیخ سے ملنے کو کہا ..... //
راقم کی مظاہر علوم میں حاضری ۱۱۱
شیخ یونس صاحب سے ملاقات ..... //
راقم کو شیخ یونس صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے کا شرف ۱۱۲
راقم نے شیخ یونس صاحب سے اپنا تعارف کرایا ۱۱۳
راقم کو حضرت شیخ یونس کی چند نصیحتیں ..... //
شیخ یونس صاحب کا مقام و مرتبہ ۱۱۴
مرثیہ اردو ۱۱۵
مرثیہ عربی ۱۱۶

* * *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

محدث جلیل حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعۃ العلم والہدیٰ، بلیک برن، برطانیہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم، اما بعد!

۱۷ر شوال ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ر جولائی ۲۰۱۷ء کو ہمارے استاذ محترم محدث العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب جونپوری نور اللہ مرقدہ اس دار فانی سے رخصت ہوگئے، پورے عالم اسلام میں یہ خبر تیزی سے پھیل گئی اور برصغیر کے علاوہ مختلف ممالک، سعودی عرب، ترکیا، کویت، شام، عراق، قطر، بحرین، صومالیا، وغیرہ کے علمانے افسوس کا اظہار کیا اور تعزیتی کلمات تحریر فرمائے، متعدد زبانوں میں بالخصوص عربی، اردو اور انگریزی میں مختلف عناوین پر مقالات اور مضامین لکھے گئے، جن کی تعداد دو سو سے زائد ہوچکی ہے، اور یہ سلسلہ اب تک جاری وساری ہے، یہ سب حضرت شیخ کی مقبولیت اور للّٰہیت کی علامت ہے اور ”ثم یوضع له القبول فی الأرض“ کا مظہر ہے۔

اسی مناسبت سے ہمارے مخلص دوست اور محبّ محترم ومکرم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی دامت برکاتہم نے ”حیات شیخ الحدیث“ کے عنوان سے یہ مجموعہ تیار کیا ہے، جس میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مختلف مضامین جمع کئے ہیں، اس مجموعہ میں آپکا اپنا مضمون بھی شامل ہے، جس میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ خطوط بھی درج ہیں، جن سے حضرت کی آپ پر شفقت اور خصوصی توجہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، مولانا محترم مرکز احیا

الفکر الاسلامی کے روح رواں اور بانی ہیں، اللہ تعالی کے فضل وکرم سے آپ کے علمی و روحانی واصلاحی فیوض وتصانیف سے ہندوستان کے مسلمان مستفید ہورہے ہیں، حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کا خصوصی تعلق رہا۔

ہمارے حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کا بھی حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ بہت گہرا اور والہانہ تعلق تھا جیسا کہ اس مجموعہ سے بھی قارئین کو اسکا اندازہ ہوگا، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کے زمانہ سے ہی مولانا علی میاں ندوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ مولانا محمد یونس جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیقات پر اعتماد فرماتے تھے اور آپ کے علمی تبحر کے قائل ہوگئے تھے، حضرت شیخ مولانا محمد یونس رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ میرے بیٹے ابوالحسن کو آپ کی ضرورت ہے، بیدار ہونے کے بعد فورا سہارنپور سے لکھنؤ ٹرین سے تشریف لے گئے اور خلاف عادت اپنے اسباق سے غائب رہے، جب حضرت مولانا علی میاں کے ہاں پہنچے تو نہ خواب کا تذکرہ کیا اور نہ سفر کا مقصد بتایا، مولانا علی میاں نے خود ارشاد فرمایا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کچھ لکھ رہا ہوں اور مجھے بعض احادیث کی تخریج کیلئے آپ کی ضرورت ہے، چنانچہ ان احادیث کی تخریج فرماکر حضرت واپس سہارنپور تشریف لے آئے۔

اللہ تعالی اس مجموعہ کو نافع بنائے اور مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی صاحب کے علمی وعملی کاموں میں مزید ترقی عطا فرمائے۔ والسلام

شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلیک برن، برطانیہ ۔۔۔۔۔۔ ۴ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

راقم کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب جونپوری سے جو تعلق ومحبت تھی، اس کی حضرت شیخ بھی قدر کرتے تھے، اور اس قدر کا اظہار بندہ کے نام ان کے خطوط اور راقم کی کتابوں پر ان کی تقریظ اور اس نامہ سیاہ کی کتابوں کو دیکھنا اور پڑھنا، اور جہاں کوئی خامی ہو، اس کی طرف متوجہ کرنا، اپنے ساتھ کھانا کھلانا اور کبھی کبھی شفقت میں ڈانٹنا یہ سب باتیں حضرت شیخ کے راقم سے تعلق ومحبت پر دال ہیں، اگرچہ یہ ناکارہ حضرت شیخ کی وہ قدر نہ کرسکا، جو کرنی چاہئے تھی، اور اس کا اندازہ بھی نہ تھا کہ اس طرح اچانک حضرت شیخ ہم سے جدا ہوجائیں گے؛ لیکن قادر وقیوم کا فیصلہ غالب آ کے رہا اور حضرت شیخ واصل بحق ہوگئے۔

حضرت شیخ کی وفات کے بعد اپنے ذمہ ایک حق سمجھتا تھا کہ حضرت والا کے حالات پر کچھ تحریر کیا جائے، چنانچہ ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کا خصوصی شمارہ بابت جون/ جولائی ۲۰۱۷ء حضرت شیخ کی یاد میں نکالا گیا، جس کو قارئین اور محبین نے پسند کیا۔

چونکہ کوئی بھی رسالہ وقتی ہوا کرتا ہے، اس لئے اب یہ احساس ہوا کہ اگر نقوش اسلام کے ان مضامین کو جو مختلف اہل قلم علماء کرام نے تحریر کئے ہیں، مستقل کتابی شکل میں شائع کردیا جائے، تو ان کو دوام حاصل ہوجائے، چنانچہ ان تمام مضامین کو اب ''حیات شیخ الحدیث'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔

یہ کتاب حضرت شیخ کے ایک معتمد خلیفہ اور حضرت کے علوم کے وارث علامہ مفتی شبیر احمد صاحب برطانوی کی خدمت میں پیش کی گئی، حضرت مفتی صاحب نے اس پر ایک قیمتی مقدمہ تحریر فرمایا جس سے کتاب کی افادیت واہمیت میں اضافہ ہوگیا، اللہ تعالی قبول

فرمائے اور حضرت مفتی صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

مولوی حمید اللہ قاسمی کبیر نگری نے اس پر ذیلی عناوین لگا کر دلچسپ بنایا، اللہ ان کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے، اللہ تعالی اس کتاب کو قبول فرمائے اور قارئین کے لئے مفید بنائے۔

والسلام
محمد مسعود عزیزی ندوی
رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد

۶/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ
مطابق ۱۴/اکتوبر ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف صاحبِ کتاب

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی بن حافظ عبد الستار بن منشی عبد العزیزؒ بروز جمعہ ۱۲؍ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ م ۵؍اپریل ۱۹۷۴ء مظفری قصبہ مظفر آباد ضلع سہارنپور (یوپی) میں پیدا ہوئے، عزیزی کی نسبت اپنے دادا حضرت منشی عبد العزیزؒ کی طرف کرتے ہیں، جو ایک عبادت گذار، نیک و پرہیز گار آدمی تھے، جن کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا تھا اور علماء ربانیین اور صلحاء متقین سے گہرا تعلق تھا، مولانا کے والد صاحب حضرت حافظ عبد الستار صاحب عزیزی کی پیدائش یکم اپریل ۱۹۳۲ء کو ہوئی، انہوں نے حفظ قرآن کے بعد عصری تعلیم حاصل کی، اسکول اور دینی مدرسہ میں درس و تدریس کے بعد پوسٹ آفیس میں ایک عرصے تک ملازمت کی، ریٹائرڈ ہونے کے بعد مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد میں اپنی دینی خدمات وفات تک پیش کیں، بیعت و سلوک کا تعلق حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری سے رکھا، جو آپ کے استاذ بھی تھے، ۷؍جولائی ۲۰۱۶ء میں وفات پائی، حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری نے نماز جنازہ پڑھائی، جبکہ اکتالیس سال قبل آپ کے والد منشی عبد العزیز صاحب کی نماز جنازہ بھی حضرت موصوف نے ہی اکتوبر ۱۹۷۵ء میں پڑھائی تھی، مفتی صاحب کی والدہ محترمہ کی وفات ۲۰؍فروری ۲۰۱۲ء میں ہوگئی تھی، اللہ تعالی سبھوں کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے۔

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم محلّہ کی مسجد میں حافظ محمد اخلاق صاحبؒ سے حاصل کی اور یہیں قرآن مجید

کے آخری دو پارے حفظ کئے، نو سال کی عمر میں ۱۲ر شوال ؁۱۴۰۳ھ مطابق ۲۳ر جولائی ؁۱۹۸۳ء سنیچر کے روز جامعہ بیت العلوم پیپلی مزرعہ، یمنا نگر (ہریانہ) میں داخل کئے گئے اور وہاں نو سال رہ کر قرآن کریم بروایت حفص تجوید وترتیل کے ساتھ حفظ کیا، اور سند حاصل کی، وہاں اردو، ہندی، انگریزی پڑھی، فارسی اور عربی نحو وصرف کی چند کتابیں پڑھیں، نیز جامعہ اردو علی گڈھ کے امتحانات میں بھی شریک ہوئے اور ''ادیب'' ''ادیب ماہر'' کے امتحانات دیئے اور فرسٹ ڈویژن سے پاس ہوئے، اور کمپیوٹر سیکھا، وہیں کے دوران قیام اردو میں ''مختصر تجوید القرآن'' نامی ایک کتاب تصنیف کی، جس پر اس فن کے علماء نے تقاریظ لکھیں اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مقدمہ اور حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ نے اپنی رائے لکھی، اس کتاب نے علمی حلقوں میں قبولیت حاصل کی، کراچی سے بھی اس کی اشاعت ہوئی، یہاں تک کہ بہت سے مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب کی گئی، اور کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

اس کے بعد ۱۴ر شوال ؁۱۴۱۲ھ مطابق ۱۵ر اپریل ۱۹۹۲ء میں ''مدرسہ فیض ہدایت رحیمی'' رائے پور میں داخلہ لیا اور یہاں دو سال گزارے اور درس نظامی کے مطابق کافیہ وشرح جامی تک تعلیم حاصل کی، رائے پور کے قیام کے دوران حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ (ت: ۱۹۹۶ھ) کی صحبت اختیار کی، جو عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ (ت: ۱۹۶۲ء) کے خادم خاص اور خلیفہ تھے، ان کے دست مبارک پر بیعت کی، انکی مجلسوں میں شریک رہے، ان کی صحبت سے فیض اٹھایا، سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہے، ان سے دینی وروحانی تربیت حاصل کی، اور پنجوقتہ نمازوں میں ان کی امامت کرنے کا بھی شرف حاصل کیا، ان کی وفات کے بعد ان کے حالات وسوانح پر ''حیات عبدالرشید'' کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی، جس نے کافی مقبولیت حاصل کی، اور اس کے چار ایڈیشن شائع ہو گئے۔

اعلی تعلیم

اس کے بعد ۱۷؍شوال ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۰؍مارچ ۱۹۹۴ء میں ''مدرسہ ضیاء العلوم'' میدان پور رائے بریلی میں داخل ہوئے اور وہاں عالیہ اولی تک تعلیم حاصل کی، وہاں کے ماہر اساتذۂ کرام سے استفادہ کیا اور مدرسہ کے علمی دعوتی وفکری ماحول اور آب وہوا سے متاثر ہوئے حتی کہ علم ومطالعہ اور تحریر ونگارش میں اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیا، اور آخری سال میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سالانہ امتحان میں شریک ہوئے، امتحان میں کامیابی کے بعد ۱۳؍شوال ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۵؍مارچ ۱۹۹۵ء کو دار العلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے اور وہاں تین سال میں ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء کو شرعی علوم اور عربی زبان وادب میں عالمیت کی سند حاصل کی۔

فقہ وفتاوی میں اختصاص

اگلے سال ماہ شوال ۱۴۱۸ھ میں درجہ فضیلت میں داخل ہوئے اور دو سال میں فقہ وافتاء میں تخصص کیا اور سند حاصل کی، شعبان ۱۴۲۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۹۹ء میں ندوہ سے فراغت حاصل کی، ندوۃ العلماء میں قیام کے دوران دو سالوں (۱۹۹۶ء/ ۱۹۹۷ء) میں مولانا قاری ریاض احمد مظاہری صدر شعبۂ تجوید وقراءت سبعہ وعشرہ سے قراءت سبعہ کی تکمیل کی۔

ندوہ کے خاص اساتذہ

مندرجہ ذیل اساتذۂ کرام سے بطور خاص استفادہ کیا: مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، صحافی وادیب حضرت مولانا واضح رشید حسنی ندوی، امام وخطیب حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مفتیٔ اعظم ندوہ حضرت مولانا مفتی محمد ظہور

صاحب ندویؒ، ادیب دوراں حضرت مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی ازہری، محدث جلیل حضرت مولانا ناصر علی صاحب ندویؒ مفسر قرآن حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی، فقیہ زماں حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی، خطیب عصر حضرت مولانا سید سلمان حسینی صاحب ندوی، داعی الی اللہ حضرت مولانا سید عبداللہ محمد حسنی ندویؒ، حضرت مولانا یعقوب صاحب ندوی، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سنبھلی ندوی، حضرت مولانا نیاز احمد صاحب ندوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی، حضرت مولانا مفتی محمد مستقیم صاحب ندوی، حضرت مولانا برجیس صاحب ندویؒ وغیرہم۔

حضرت مفکر اسلام سے خاص تعلق

مولانا نے ندوۃ العلماء میں قیام کے دوران حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے بیعت کی اور ان کی علمی مجلسوں اور صحبتوں سے فیضاب ہوئے، یہاں تک کہ حضرت کے قریب ہوگئے اور اخیر دور میں حضرت کی خدمت اور تین وقتوں کی نماز کی امامت کی بھی سعادت حاصل کی اور حضرت کی صحبت بابرکت سے خصوصی فیض اٹھایا اور مولانا کی آٹھ کتابوں پر حضرت نے مقدمے تحریر فرمائے، نیز نکاح بھی حضرت مولانا نے پڑھایا اور خود حضرت نے ہی ولیمہ بھی کیا۔

بیعت وسلوک وطریقت

آپ سب سے پہلے ۱۵؍شعبان ۱۴۱۳ھ مطابق ۸؍فروری ۱۹۹۳ء پیر کے روز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کے خلیفہ حضرت الحاج شاہ عبدالرشید صاحب رائے پوری سے بیعت ہوئے، اور ان کی خدمت وصحبت سے فیض اٹھایا، ۷؍رمضان ۱۴۱۶ھ م ۲۷؍جنوری ۱۹۹۶ء میں ان کی وفات کے بعد مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

نور اللہ مرقدہ سے ۲۴؍شوال ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۵؍ مارچ ۱۹۹۶ء کو رجوع کیا اور بیعت ہوئے، اور ان کی مجالس اور صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوئے، ۲۲؍ رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۱؍ دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ حضرت مفکر اسلام کے وصال کے بعد انکے جانشین مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تجدید بیعت کی، اب ان کی سرپرستی میں تعلیمی، سماجی، رفاہی، تبلیغی اور اصلاحی دعوتی سرگرمیاں جاری رکھ کر خدمت دین کا کام انجام دے رہے ہیں۔

اجازت وخلافت

مئی ۲۰۱۴ء میں آپ نے قطر کا سفر کیا، وہاں آپ کی ملاقات مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کے مجاز اور حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی کے خلیفہ حضرت مولانا ظریف احمد صاحب ندوی سے ہوئی، حضرت مولانا ظریف احمد صاحب نے مفتی صاحب موصوف کو سلاسل اربعہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلہ میں ۱۹؍رجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹؍مئی ۲۰۱۴ء پیر کے روز اجازت وخلافت عطا فرمائی اور جب حضرت مولانا ظریف احمد صاحب ندوی ۳؍ستمبر ۲۰۱۴ء کو مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد تشریف لائے تو مرکز کی جامع مسجد میں ایک مجمع کے سامنے موصوف کی اجازت وخلافت کا اعلان کیا، اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب قاسمی خلیفہ حضرت شاہ حافظ عبد الستار صاحب نانکویؒ وحضرت مولانا عبد اللہ صاحب مغیثی سے ملاقات کے لئے چھٹمل پور جانا ہوا تو حضرت نے بھی مولانا موصوف کو ۲۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹؍فروری ۲۰۱۵ء جمعرات کے روز اجازت وخلافت سے نوازا، اور راقم کو فرمایا کہ اس کا اظہار کردو اور رسالے میں بھی شائع کردو، اس کے بعد ۲۶؍شعبان ۱۴۳۹ھ م ۱۳؍مئی ۲۰۱۸ء اتوار کو حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری کی خدمت میں جانا

ہوا، تو حضرت نے بھی مولانا موصوف کو اجازت وخلافت عطا فرمائی، اس طرح موصوف کا علمی وروحانی اور اصلاحی فیض بھی جاری وساری ہے، مولانا موصوف دنیا کے مختلف ممالک میں پانچ درجن سے زیادہ علماء کرام کو یہ روحانی فیض منتقل کر چکے ہیں اور ان کو اجازت وخلافت دے چکے ہیں، اللہ تعالی سب کو دین کی خدمت کیلئے قبول فرمائے۔

تالیفات

عربی واردو اور انگریزی زبانوں میں مختلف موضوعات پر چھوٹی بڑی تقریباً ۵۰/ سے زائد کتابیں چھپ چکی ہیں:

عربی

(۱) ریاض البیان فی تجوید القرآن
(۲) مراجع الفقه الحنفی ومیزاتها
(۳) الإمامة فی الصلاة مسائلها وأحكامها
(۴) التدخين بين الشرع والطب
(۵) سيرة النبي الاكرم
(۶) القاديانية ثورة على النبوة المحمدية

اردو

(۷) مختصر تجوید القرآن
(۸) بچوں کی تمرین التجوید
(۹) جیب کی تجوید
(۱۰) رہنمائے سلوک وطریقت
(۱۱) فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات
(۱۲) امامت کے مسائل واحکام
(۱۳) حیات عبدالرشیدؒ

(۱۴) سیرت مولانا محمد یحیٰ کاندھلویؒ
(۱۵) تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ
(۱۶) تذکرہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ
(۱۷) تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ
(۱۸) تذکرہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ
(۱۹) چند مایہ ناز اسلاف—قدیم وجدید (۴۲ر بزرگوں کے حالات کا مجموعہ)
(۲۰) مقالات ومشاہدات (۲۸ر مضامین کا مجموعہ)
(۲۱) مکتوبات اکابر (۲۰ر بزرگوں کے خطوط)
(۲۲) چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول
(۲۳) افکار دل (۳۰ر خطبات کا مجموعہ)
(۲۴) مدارس اسلامیہ کا نظام—تحلیل وتجزیہ
(۲۵) تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ
(۲۶) سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
(۲۷) تذکرہ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ
(۲۸) قادیانیت—نبوت محمدی کے خلاف بغاوت
(۲۹) میری والدہ مرحومہ
(۳۰) لڑکیوں کی اصلاح وتربیت
(۳۱) نقوش حیات حضرت مولانا عبدالرحیم متالاؒ
(۳۲) ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ
(۳۳) تصوف اور اکابر دیوبند
(۳۴) اللہ ورسول کی محبت

(۳۵) ماں باپ اور اولاد کے حقوق
(۳۶) عقائد اور ارکان اسلام
(۳۷) سازِ دل (۱۵؍تقریوں کا مجموعہ)
(۳۸) میرے شیخ ومرشد مفکر اسلام
(۳۹) دردِ دل (۴۵؍مضامین کا مجموعہ)
(۴۰) تذکرہ حضرت مفتی عبد القیوم صاحب رائے پوری
(۴۱) بزرگان رائے پور (۷؍بزرگوں کے حالات)
(۴۲) حیات شیخ الحدیث

انگلش

Rules of Raising Funds (۴۳)
Beliefs and Pillars of Islam (۴۴)
The Laws Pertaining to Imamat (۴۵)
The Rights of Perents and children (۴۶)
Guidelines for Sulook and Tareeqat (۴۷)
Tasawwuf and tha Elders of Deoband (۴۸)
Life Sketch of Hadhrat Thanwi (۴۹)
A Biogrophy of the Noblest Nabi (۵۰)
My Sheikh and Spiritual Guide (۵۱)

اسفار

پہلی مرتبہ ۲۰۰۰ء میں پڑوسی ملک پاکستان کا سفر کیا اور وہاں بہت سے علماء، صلحاء اور ادباء سے ملاقات کی اور استفادہ کیا، پھر ۲۰۰۱ء میں جنوبی افریقہ کا سفر کیا اور وہاں

مسلمانوں کے حالات اور ان کی دینی ، اصلاحی ، دعوتی سرگرمیاں دیکھیں اور اسلامی مکاتب و مدراس اور ان کے تجارتی مراکز کا معاینہ کیا اور بہت سے اسلامی دانشوروں اور علماء کرام سے ملاقات کی۔

اس کے بعد جنوبی افریقہ کے پڑوسی ممالک جیسے ’’بوٹسوانہ‘‘ کا نومبر ۲۰۰۱ء میں سفر کیا، پھر رمضان ۱۴۲۱ھ مطابق دسمبر ۲۰۰۱ء میں شوازی لینڈ کا سفر کیا، اس کے بعد زمبابوے بھی جانا ہوا، اور ۲۰۰۲ء میں کویت کا سفر کیا اور وہاں شیخ نادر عبدالعزیز نوریؒ (جنرل سکریٹری جمعیۃ الشیخ عبداللہ النوری الخیریہ، و مدیر علاقات خارجیہ وزارۃ اوقاف کویت) اور شیخ عبداللہ العلی المطوعؒ (صدر جمعیۃ الاصلاح الاجتماعی، و مالک شرکۃ علی عبدالوہاب) اور فاضل استاذ شیخ یوسف جاسم الحجی (صدر انٹرنیشنل اسلامک چیریٹیبل آرگنائزیشن) سے ملاقات کی اور یہاں دس روز قیام رہا اور سرکاری مہمان رہے، اسی سال متحدہ عرب امارات دبئی کی بھی زیارت کی اور یہاں تین دن قیام کیا۔

ماہ رمضان ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں عمرہ کے لیے حجاز مقدس کا سفر کیا اور حرم مکی کے قریب ’’مدرسہ صولتیہ‘‘ میں قیام کیا، اس کے بعد مدینہ منورہ جا کر مسجد نبوی کی زیارت کی، اس میں نماز پڑھی اور ریاض الجنۃ میں بھی نوافل اور دعاء کا موقع ملا، اور مواجہ شریف پر حاضری ہوئی اور آقائے مدنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں سلام پڑھا۔

۲۰۰۴ء میں ایک افریقی ملک ’’ملاوی‘‘ کی راجدھانی ’’للونگوے‘‘ کا سفر کیا، پھر ’’زامبیا‘‘ گئے اور وہاں ’’چیپاٹا‘‘ اور ’’زامبیا‘‘ کی راجدھانی ’’لوساکا‘‘ گئے، اور وہاں علماء اور صلحاء، دعاۃ سے ملاقات کی، جو وہاں سیاہ فام لوگوں اور نئی نسل کی اسلامی تعلیم و تربیت کی خدمت انجام دے رہے ہیں، وہاں کے اکثر لوگ جود و سخاوت اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا اور دینی و دعوتی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں، ایک جم غفیر کی موجودگی میں راجدھانی کی مسجد ’’النور‘‘ میں بیان کیا، اور ان کے سامنے کتاب و سنت کی

روشنی میں دعوت الی اللہ کے اصول وضوابط اور فضائل واحکام پیش کیے اور مسلموں اور غیر مسلموں میں ان کی دعوتی اور اصلاحی خدمات اور سرگرمیوں کو سراہا، تقریباً ایک ماہ یہاں قیام رہا، ماہ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں اپنے والدین کے ساتھ مناسک حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدس کا سفر کیا، اس کے بعد جنوبی افریقہ اور زامبیا متعدد مرتبہ جانا ہوا، کئی مرتبہ موزمبیق بھی جانا ہوا، اور ۲۰۱۱ء میں ملیشیا اور سنگاپور کا بھی سفر ہوا، مئی ۲۰۱۴ء میں آپ نے قطر کا سفر کیا، اور ایک ہفتہ وہاں قیام رہا، اس کے درمیان حج اور عمرہ کے اسفار بھی ہوئے، اور مارچ ۲۰۱۷ء میں ری یونین اور ماریشس کا بھی سفر ہوا اور دو ہفتے وہاں قیام رہا، ستمبر ۲۰۱۷ء کے آخیر میں یوکے (برطانیہ) کا سفر کیا، وہاں ایک ماہ قیام رہا، اور اکتوبر کے اخیر میں کناڈا کا سفر کیا اور وہاں بھی بیس روز قیام رہا، جنوری ۲۰۱۸ء کے دوسرے عشرے میں بنگلہ دیش کا چار دن کا دعوتی سفر ہوا۔

سابقہ مشغولیات

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فراغت کے بعد ۲۰۰۰ء میں "جامعہ بیت العلوم" پیلی مزرعہ، یمنا نگر (ہریانہ) میں مدرس اور مفتی کی حیثیت سے تقرر ہوا، اس کے بعد جامعہ میں ناظم تعلیمات کے منصب پر فائز ہوئے اور وہاں صرف ایک سال قیام فرما کر سبکدوشی حاصل کی۔

مرکز احیاء الفکر الاسلامی کا قیام

اس کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی سرپرستی میں ۲۰/ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو قصبہ مظفر آباد ضلع سہارنپور (یوپی) میں "مرکز احیاء الفکر الاسلامی" کے نام سے ایک دینی، دعوتی اور علمی مرکز قائم کیا، جو نسل نو کی اسلامی تعلیم وتربیت کی خدمت انجام دے رہا ہے، اس کی بنیاد صحیح اسلامی فکر پر

رکھی گئی ہے، اس کا مقصد علوم اسلامیہ کی اشاعت وحفاظت اور سیرت نبوی اور قرآن وحدیث کے مطابق نئی نسل کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا ہے۔

مرکز کے شعبہ جات

مرکز کی زیر نگرانی حسب ذیل شعبے کام کر رہے ہیں:

(۱) جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ
(۲) جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات
(۳) ڈپلومہ ان انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر
(۴) اے ایس پبلک اسکول
(۵) مکتبۃ الامام أبی الحسن العامۃ
(۶) دارالبحوث والنشر
(۷) دارالافتاء
(۸) جمعیۃ اصلاح البیان
(۹) مجلس صحافت اسلامیہ
(۱۰) شعبۂ تعمیر مساجد
(۱۱) شعبۂ دعوت وارشاد
(۱۲) شعبۂ کمپیوٹر
(۱۳) مطبخ۔

موجودہ عہدے اور ذمہ داریاں

ناظم: مرکز احیاء الفکر الاسلامی
مہتمم: جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ
شیخ الحدیث: جامعۃ فاطمۃ الزہراء للبنات
جنرل سکریٹری: دارالبحوث والنشر
چیف ایڈیٹر: ماہنامہ ''نقوش اسلام''

والسلام
حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

۸؍ نومبر ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ☆

تمہید

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک تھے، وہ زبردست محدث، متبحر عالم اور علم حدیث پر مکمل دسترس رکھنے والے اللہ کے ولی تھے، ان کی زندگی صرف اور صرف علم حدیث، طلبہ حدیث اور مظاہر علوم کے لئے وقف تھی، ان کے تقوی وطہارت ، ان کی صلاحیت اور علمیت اور ان کی محدثانہ شان اور ان کے علوم ومعارف کے اکابر بھی قائل ومعترف تھے، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں صاحب ندوی نوراللہ مرقدہ آپ پر بھرپور اعتماد فرماتے اور آپ کی قدر کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ جب ندوہ میں قادیانیت کے خلاف عالمی کانفرنس ہوئی تو حضرت مفکر اسلام کے ساتھ ہندوستان سے مولانا یونس ہی نمائندگی کررہے تھے، وہ اس طرح کہ ایک طرف امام حرم شیخ محمد عبداللہ السبیل اور امام مسجد اقصی اور دوسری طرف حضرت مفکر اسلام اور مولانا یونس صاحب تھے، اور مولانا محمد یونس صاحب کو بھی ندوہ اور اہل ندوہ سے کافی مناسبت تھی، مولانا یونس صاحب مستجاب الدعوات بھی تھے، بعض قریبی لوگوں نے ان کے اس سلسلہ میں کئی واقعات نقل کئے، بعض اہل تعلق نے ایسے واقعات بتلائے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قطب یا ابدال تھے، شیخ رقیق القلب تھے، مگر ان کے مزاج میں حدت بھی تھی، اس لئے بعض مرتبہ وہ لوگوں کو ڈانٹ بھی دیتے تھے، جس سے بعض لوگ ان کو بداخلاق سمجھتے تھے، اگرچہ بعد میں موقع ملنے پر شیخ معافی بھی مانگ لیا کرتے تھے۔

☆ محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور

پیدائش اور وفات

حضرت شیخ الحدیث کی پیدائش ۲۵؍رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲؍اکتوبر ۱۹۳۷ء کو ہوئی، مظاہر علوم میں تعلیم مکمل فرمائی، اور ۱۳۸۱ھ سے مظاہر علوم میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دینا شروع کیا، جو مسلسل ۵۷؍سال تک ممتد رہا، یہاں تک کہ ۱۱؍جولائی ۲۰۱۷ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، حضرت شیخ الحدیث بہت سی خصوصیات کے حامل عالم دین تھے، اللہ تعالی نے ان کے اندر علم میں گہرائی اور گیرائی اور حدیث میں مہارت رکھی تھی، آپ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے خلیفہ اور حدیث میں ان کے جانشین تھے، آپ کا درس بڑا شیریں، پرمغز، تحقیقی اور سلف وخلف کے اقوال سے مزین ہوتا تھا، اس طرح حضرت شیخ اپنی علمی وروحانی خصوصیات کے ساتھ جلال وجمال کے پیکر معلوم ہوتے تھے۔

راقم سے حضرت شیخ کا تعلق ومحبت

حضرت شیخ سے واقفیت مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور کے زمانہ قیام میں ۱۹۹۲ء سے ہوئی اور وہاں سے کئی مرتبہ ملاقات کے لیے سہارنپور حاضری بھی ہوئی، پھر حضرت شیخ سے تعلق ومحبت قائم ہوگئی اور حضرت شیخ بھی خصوصیت کا معاملہ کرنے لگے، کئی مرتبہ اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور کھانے کے وقت میری طرف سے بے احتیاطی پر یہ بھی فرمایا کہ ”لقمہ لیتے وقت دوسرا ہاتھ نیچے کرلیا کرو، کہیں تم اتنے بڑے بزرگ ہو، جو میں تمہارا جھوٹا کھاؤں“ یہ حضرت شیخ کی شفقت ومحبت اور تربیت کی بات تھی۔

حضرت شیخ کے خطوط راقم کے نام

مگر جب راقم سطور شوال ۱۴۱۴ھ میں مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی گیا، وہاں سے خط وکتابت کی ضرورت پڑی، اور وہاں سے سب سے پہلا خط حضرت شیخ کی

خدمت بابرکت میں تحریر کیا، جس میں دعاء کی درخواست کی اور نصیحت طلب کی، جس پر حضرت شیخ کی طرف سے مندرجہ ذیل جواب آیا:

۱- عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ پاک آپ کے علم وعمل میں برکت دیں، محنت ولگن کے ساتھ پڑھئے، اپنے اساتذہ کا ادب کیجئے، ان سے استفادہ کرتے رہئے۔ والسلام

۱۰/۱۲/۱۴۱۴ھ محمد یونس

راقم کی کتاب پر حضرت شیخ نے کلماتِ دعائیہ تحریر فرمائے

اس کے بعد جب ششماہی امتحان کی چھٹی میں گھر آیا ہوا تھا، تو حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے شفقت فرمائی، اور نامہ سیاہ نے اپنی کتاب ''مختصر تجوید القرآن'' پر حضرت شیخ سے کچھ کلمات دعائیہ لکھنے کی فرمائش کی، جو اس وقت تک چھپی نہیں تھی، حضرت شیخ نے ازراہ شفقت یہ کلمات تحریر فرمائے۔

۲- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الاولین والاخرین.

عزیزم مولوی محمد مسعود مظفری سلمہ نے اس رسالہ میں تجوید کے قواعد عام فہم اور آسان زبان میں جمع کئے ہیں، اللہ پاک ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور طلبہ کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے، ان کے علم میں برکت وترقی دے۔

والسلام

۲۸/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ محمد یونس

اس کے بعد رائے بریلی آکر پھر حضرت شیخ کو ایک خط تحریر کیا، جس میں اپنے ایک

خواب کا ذکر کیا، جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی، یہ خواب حضرت شیخ کو تفصیل سے لکھا تھا اور اسکی تعبیر معلوم کرنا چاہی اور اپنے لیے دعا کی درخواست کی، جس پر حضرت شیخ کا یہ معزز اور مؤقر جواب شرف صدور لایا:

-۳ عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر دلالت کرتا ہے؛ لیکن آپ کو دفن کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی اہم سنت چھوٹ رہی ہے، غور کریں اور سنتوں کا اہتمام کریں۔ والسلام

۱۴۱۵/۴/۲۸ھ محمد یونس

پھر غالباً شعبان میں حضرت شیخ رائے بریلی تشریف لائے، وہاں بھی شیخ نے شفقت فرمائی اور اس نامہ سیاہ کو یاد رکھا اور کتاب ''مختصر تجوید القرآن'' کے متعلق دریافت فرمایا کہ تمہارے رسالہ کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ ابھی چھپا نہیں، پھر مدرسہ ضیاء العلوم کی مسجد میں دعاء و بیان کے بعد جب نکلنے لگے تو نامہ سیاہ جوتے لئے ہوئے تھا، فرمانے لگے ''او مغفل کہاں چلا گیا؟'' یہ کلمات حضرت شیخ کے مشفقانہ اور محبت آمیز ہیں، ان کے سننے میں بھی مزہ آتا ہے اور کوئی کہے تو برا لگتا ہے، مگر حضرت شیخ کے ڈانٹ کے کلمات بھی پر کشش ہوتے ہیں، اس کے بعد جب ۱۴۱۶ھ میں کتاب چھپ گئی اور حضرت کو پیش کی تو بہت داد دی اور خوش ہوئے اور بار بار فرمایا تو نے بہت اچھی ترتیب قائم کی، اس لئے کہ راقم نے کتاب میں سب سے پہلے حضرت مفکر اسلام کا مقدمہ لگایا تھا، پھر حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی کا، اس کے بعد حضرت شیخ کا، پھر دوسرے حضرات کا، اس لئے شیخ نے اس ترتیب کی تصویب فرمائی اور سراہا، اور دعائیں دیں۔

رمضان شریف میں رائے پور اپنے شیخ حضرت حافظ عبد الرشید صاحب کو قرآن

شریف سنا رہا تھا اور حضرت موصوف کے حالات زندگی بھی قلم بند کر رہا تھا، حضرت حافظ صاحب سے متعلق جہاں دوسرے معاصرین کو خطوط لکھے، حضرت شیخ کو بھی لکھا اور حضرت شیخ کی حضرت حافظ صاحب سے متعلق رائے معلوم کرنا چاہی، جس پر حضرت شیخ کا یہ مکتوب گرامی ملا:

۴- عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی کارڈ ملا، مجھے حافظ عبدالرشید صاحب کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے خلفاء میں ہیں اور دھرادون کے دیہاتوں میں خدمت کرتے ہیں اور فائدہ ہورہا ہے۔

والسلام

۱۵/رمضان ۱۴۱۵ھ محمد یونس

حضرت شیخ نے میری مشکوۃ شریف کا افتتاح کرایا

پھر آئندہ سال ندوۃ العلماء لکھنؤ میں درجہ عالیہ ثانیہ میں مشکوہ شریف پڑھنی تھی، میرے ذہن میں آیا کہ حضرت شیخ سے مشکوۃ شریف کا افتتاح کرایا جائے، چنانچہ نامہ سیاہ شروع شوال میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنی اس دلی خواہش کا اظہار کیا، حضرت شیخ نے شفقت فرمائی اور اپنی کتاب دی اور مشکوۃ شریف کی پہلی حدیث پڑھا کر افتتاح فرمایا اور حدیث مسلسل بالاولیۃ کی اجازت مرحمت فرمائی اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

شوال ۱۴۱۵ھ میں راقم سطور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخل ہوا، جب اسباق شروع ہوگئے تو اپنی تعلیمی مشغولیات، اسباق اور کتابوں کی

تفصیل حضرت شیخ کو لکھی اور دعاؤں کی درخواست کی اور علم نافع اور مقاصد میں کامیابی کی دعا کے لیے تحریر کیا، جس پر یہ شفقت نامہ آیا:

۵- عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، خیریت معلوم ہوئی، اسباق کی تفصیل سے خوشی ہوئی، اللہ پاک علم نافع عطا فرمائے اور مقاصد حسنہ پورے کرے۔ والسلام

۲۶/۱۱/۱۴۱۵ھ محمد یونس

حضرت شیخ کی قیام گاہ پر قیام اور حضرت شیخ کی راقم کی کتاب پر تقریظ

اس کے چند ماہ بعد ششماہی امتحان کی چھٹی میں جب وطن آیا ہوا تھا، تو ایک روز ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ پیر کو حضرت شیخ کا مہمان ہوا اور حضرت شیخ کی قیام گاہ پر ہی ٹھہرا، رات میں وہیں اپنی زیر تصنیف کتاب ”بچوں کی تمرین التجوید“ مکمل ہوئی، جس پر صبح کو ناشتہ کے بعد حضرت شیخ سے کلمات دعائیہ لکھنے کی درخواست کی، حضرت شیخ نے بڑی محبت سے مندرجہ ذیل ارشادات عالیہ تحریر فرمائے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین:

بچوں کی تعلیم کا اہتمام کرنے کی بڑی ضرورت ہے، اگر ابتداء میں کوئی کمی رہ جاتی ہے تو اس کا ازالہ بعض وقت دشوار ہو جاتا ہے۔

اس لیے عزیزی مولوی مسعود ندوی نے ایک مختصر رسالہ ”بچوں کی تمرین التجوید“ لکھا

جس میں حروف شناسی اور تجوید کے ابتدائی اصول کو آسان طرز پر ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے، اللہ پاک قبول فرمائے اور عزیز موصوف کے علم میں ترقی دے۔

یکم ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ　　　　　　محمد یونس

اس کے چند ماہ بعد پھر حضرت شیخ کو خط لکھا، جس میں اپنے مطالعہ و مذاکرہ کے شوق کے بارے میں لکھا اور نصیحت طلب کی، نیز دعاؤں کی درخواست کی، جس پر حضرت شیخ کا یہ معزز نامہ موصول ہوا:

۶- عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱-مطالعہ کا شوق مبارک، تکرار و مطالعہ سے کچھ نہ کچھ ذہن میں محفوظ ہو جاتا ہے۔

۲-نماز میں خشوع مطلوب ہے، جو کچھ پڑھیں اس کی طرف دھیان رکھیں۔

۳-آپ کے مقاصد حسنہ کی تکمیل کی دعا کر رہا ہوں۔

حضرت مولانا (سید ابوالحسن علی ندوی) سے سلام مسنون کہہ دیں۔

والسلام

۹/۸/۱۴۱۶ھ　　　　　　محمد یونس

اس کے بعد بھی خط و کتابت ہوتی رہی، مگر میرے کاغذات میں یہی چند خطوط حضرت شیخ کے مل پائے جن کو تحریر کیا گیا۔

حضرت مفکر اسلام کی وفات کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں ہی سکون محسوس ہونا

باقی حضرت شیخ کی توجہات اور ان کی شفقتیں دن بدن بڑھتی گئیں اور اس نامہ سیاہ کا بھی یہ عالم ہو گیا کہ یا تو مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت اقدس میں حاضر ہوکر طبیعت لگتی یا پھر حضرت شیخ کی خدمت بابرکت میں، حضرت مفکر اسلام کے انتقال کے بعد بس حضرت شیخ سے ہی دل بستگی رہی، یا پھر ۲۰۰۰ء میں جب راقم سطور پاکستان گیا تو لاہور میں حضرت سید انور شاہ نفیس حسینی (خلیفہ حضرت رائپوریؒ) کی خدمت میں بیٹھ کر وہ لذت محسوس ہوئی اور انہوں نے بھی ملاقات پر برجستہ فرمایا کہ آپ میں سے رائے پور اور رائے بریلی کی خوشبو آ رہی ہے، جس پر مجھے بھی بے حد خوشی ہوئی، غرضیکہ حضرت شیخ سے جب بھی ملاقات ہوتی اور حضرت مفکر اسلام کا تذکرہ ہوتا تو حضرت شیخ کی طبیعت کھل جاتی اور پھر حضرت مفکر اسلام کا تذکرہ جمیل طویل تر ہو جاتا اور حضرت شیخ کو بھرپور لطف آتا۔

راقم پر حضرت کی عنایات و شفقتیں

حیرت کی بات ہے کہ جب راقم نے اپنے شیخ حضرت حافظ عبد الرشید صاحب کی سوانح حیات ''حیات عبد الرشید'' ۱۹۹۶ء میں لکھی اور وہ چھپی تو اس کے حاشیہ میں ایک ایسی بات تھی جو علمی اعتبار سے محل نظر تھی تو حضرت شیخ نے مجھے طلب کیا اور متوجہ کیا کہ یہ بات صحیح نہیں، حیرت اس پر ہے کہ حضرت شیخ نے ایک طالب علم کی کتاب کے حاشیہ تک کو بھی پڑھا اور اصلاح کی۔

راقم آثم نے جب ۱۹۹۸ء حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کے ایماء پر ''سیرت حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی'' تحریر کی، تو اس کتاب کا مسودہ اور اس کی فہرست حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کی، جس میں بعض جگہ حضرت شیخ نے ترمیم بھی کی، جب راقم نے عربی میں ''ریاض البیان فی تجوید القرآن'' لکھی تو حضرت شیخ نے اس کی تمہید دیکھ کر فرمایا کہ اس میں تسلسل نہیں اور رہنمائی فرمائی، ایک مرتبہ بعض علماء کے ساتھ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو مجھ کو انگور دئے اور فرمایا چل اپنے ساتھیوں کو بھی کھلا، ایک

مرتبہ شیخ کے پاس حاضر ہوا اور ہدیہ میں ایک ہزار کی رقم دینا چاہی، تو فرمایا کہ یہ تو زیادہ ہے، میں نے اطمینان دلایا، پھر قبول فرمالئے، ایک مرتبہ صبح کے وقت پہنچا، دو لوگ پہلے سے بیٹھے تھے، شیخ فرمانے لگے بھائی قرآن پڑھا کرو، پھر ہر ایک سے معلوم کرنے لگے کہ کتنا قرآن پڑھتے ہو، جب میرا نمبر آیا تو مجھ پر آ کر رک گئے اور فرمانے لگے ”مسعود! میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ تو قرآن نہیں پڑھتا اور کئی مرتبہ فرمایا“ اور بات بھی صحیح تھی، اس زمانے میں راقم روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر رہا تھا۔

ایک مرتبہ راقم لکھنؤ سے آیا، حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لکھنؤ سے کسی کا سلام پہنچایا کہ فلاں صاحب نے سلام عرض کیا، شیخ نے از راہ ظرافت فرمایا کہ یہ اختصار مسلم کی طرف سے ہے یا مبلغ کی طرف سے؟ غرضیکہ حضرت شیخ کی بہت سی بے تکلفی اور محبت کی باتیں ہیں جو یاد آئیں تحریر کردی، بعض تحریر کے لائق نہیں، مگر ادھر چند سالوں سے جب سے راقم نے ادارہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی قائم کیا، اس کی مشغولیات اور اپنی کاہلی کی وجہ سے حضرت شیخ سے ملاقات اور ان کی خدمت میں حاضری میں کوتاہی واقع ہوگئی، اگرچہ کئی مرتبہ جانا بھی ہوا، بعض مرتبہ ملاقات ہوئی، بعض مرتبہ نہیں ہوئی۔

رمضان کے مقدس ایام میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری

ایک مرتبہ رمضان ۱۴۳۲ ہجری میں کئی بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا، ایک روز رات میں حضرت شیخ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا، جس کی تفصیل عید کے بعد ماہنامہ ”نقوش اسلام“ میں ”رمضان کے مقدس ایام میں بزرگان دین کی خدمت میں حاضری“ کے عنوان سے تحریر کی جو ماہنامہ ”نقوش اسلام“ کے شمارہ ۷/۸/ جلد نمبر ۶/ بابت ستمبر/ اکتوبر ۲۰۱۱ء میں شائع ہوئی، وہ تحریر یہاں نقل کی جارہی ہے:

”راقم نے تراویح کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا یونس صاحب سے ملاقات کرنا

چاہی، چنانچہ حضرت کی قیام گاہ پر پہنچا، حضرت شیخؒ بھی تراویح سے اسی وقت فارغ ہوئے تھے، مجلس میں درود وسلام پڑھا جارہا تھا، اس میں شرکت ہوئی، اس کے بعد حضرت شیخؒ نے دعا کرائی، حضرت شیخؒ کے پاس بھی تقریباً ۱۰۰ ر سے قریب علماء ٹھہرے ہوئے تھے، جو ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے، حضرت شیخؒ سے ملاقات ہوئی، مصافحہ ہوا، حضرت شیخؒ کو کچھ ہدیہ دینا چاہا تو فرمانے لگے کہ بھائی میں شکی آدمی ہوں، مجھے مدرسہ والوں سے ہدیہ لیتے ہوئے ڈر لگتا ہے، ناکارہ نے وضاحت کی کہ یہ میں اپنی ذاتی رقم میں سے دے رہا ہوں، اس کا مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، اس کے بعد دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو زیادہ ہے، راقم نے عرض کیا کوئی زیادہ نہیں، حقیر سا ہدیہ ہے، تو قبول فرمالیا، اس کے بعد دعا کی درخواست کرکے اور مصافحہ کرکے رخصت ہوگیا"۔

حضرت شیخؒ کا مقام ومرتبہ

اخیر دور میں حضرت شیخؒ کافی معذور ہوگئے تھے، اپنی قیام گاہ پر ہی نماز پڑھتے تھے، اللہ تعالی نے حضرت کو حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کا سچا جانشین بنایا تھا، اللہ نے حضرت کو جو علم، روحانیت عطا کی تھی، اس کی بنا پر ہمارے مشفق ومربی حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ کا تو یہ کہنا تھا کہ سارے علماء دیوبند کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور حضرت شیخؒ کو دوسرے پلڑے میں تو حضرت مولانا محمد یونس صاحب کا پلڑا ہی بھاری رہے گا۔ (واللہ اعلم)

حضرت شیخؒ کو ادنی سا خراج عقیدت

ناکارہ کے اوپر حضرت شیخؒ کی خاص توجہ وشفقت تھی، اس لئے حضرت شیخؒ کے حالات پر یہ مختصر سی تحریر پیش کرکے حضرت شیخؒ کو ادنی سا خراج عقیدت پیش کرنے کی ایک ادنی سی کوشش کی، اللہ تعالی حضرت شیخؒ کے درجات کو بلند فرمائے، اپنے اعلی علیین میں مقام رفیع نصیب فرمائے، اور اس نامہ سیاہ کو اپنے پاک لوگوں میں شامل فرمائے۔

فہم قرآن وفہم حدیث کی حامل شخصیت☆

نبی کا کلام وحی الٰہی ہوتا ہے

اللہ تعالی نے انسانوں کے رشد وہدایت کیلئے رہنمائی کے متعدد انتظامات فرمائے ہیں، قرآن مجید سارے انسانوں کی ضرورت اور ہدایت کے لئے جامع اور ہمہ جہت رہنمائی کیلئے اور حدیث رسول اور سنت نبوی کو ایمان واتباع دین کو عملی شکل میں دیکھنے اور سمجھنے کیلئے مقرر فرمایا ہے، اس کو صرف علم میں لانے اور احکام کو جان لینے کیلئے نہیں رکھا ہے، بلکہ عمل میں لانے کیلئے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ان حالات سے گذارا ہے، جن سے دین کو علم سے عمل میں لانے کا فائدہ ہوتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کو نمونہ اور مثال بنا دیا ہے، اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا: " لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيراً "(۱) تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے، یہ اس شخص کیلئے جو اللہ کی بندگی اور آخرت میں کامیابی چاہتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا رہا۔

اور سورۂ نجم میں ہے: "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" (۲) یہ نبی خواہش نفس کی بنا پر کلام نہیں کرتے، بلکہ ان کا کلام وحی ہے، جو اللہ تعالی کی طرف سے ان کو کی جاتی ہے۔

☆ مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(۱) سورۂ احزاب آیت ۲۱۔ (۲) سورۂ نجم آیت ۳،۴۔

تم نماز اسی طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں

دین کو صحیح عملی شکل میں اختیار کرنے کے لئے حدیث وسنت رسول کا علم کامیاب ذریعہ ہے، اگر ہم دین کو اصلی شکل میں اختیار کرنا چاہتے ہیں تو علم حدیث وسنت میں اس کی اصلی جھلک نظر آتی ہے، یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اچھا انتظام ہے کہ قرآن سے جامع ومکمل رہنمائی اور حدیث وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی صحیح جھلک دکھائی گئی ہے، لہٰذا یہ عجیب بات ہوگی کہ ہم دین سے صرف احکام لیں اور ان کی عملی مثال سے اخذ فیض نہ کریں، اس کے بغیر مطابق اصل عمل مشکل ہوگا، ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا: ”صَلُّوا کَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي“ (۱) تم اس طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے، نماز کے تعلق سے یہ بات فرمائی گئی ہے، جو دیگر عبادات وطاعات کیلئے بھی صحیح سمجھے جانی والی بات ہے اور صحابہ کرامؓ کو امت اسلامیہ میں جو امتیاز حاصل ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کرتے دیکھا اور جو کہتے سنا، وہ براہ راست اخذ کرنے کا ذریعہ بنا، پھر انہوں نے آئندہ آنے والی نسلوں کو بجنسہٖ نقل کر کے بتایا۔

موجودہ حضرات غائب حضرات کو پہنچا دیں

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا: ”ألا فليبلغ الشاهد الغائب، فرب مبلغ أوعى من سامع“ (۲) جو اس موقع پر موجود ہیں وہ اس کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہے، کیونکہ بسا اوقات جن کو بات پہنچائی جائے وہ پہنچانے والے کے مقابلہ میں زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہوتا ہے، اسی طرح شریعت اسلامیہ کے امکان وہدایات عملی شکل میں حضورؐ سے تا قیامت آنے والوں تک پہنچے اور پہنچ رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

(۱) بخاری شریف جلد ۱/حدیث ۶۰۵۔ (۲) بخاری شریف کتاب العلم ۱۰۵۔

نماز کے سلسلہ میں نقل مطابق اصل بنانے کی مثال دی گئی ہے، اس حدیث میں دین کو عملی شکل میں سیکھنے کی تلقین کی گئی ہے، اور اس طرح سے عمل کے ذریعہ دین کے سب احکام کی تلقین کا سلسلہ قائم ہوا، اور انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

پورا دین قرآن وحدیث سے ثابت ہے

صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کو دیکھا اور عمل کیا، اور اللہ تعالی نے اپنے رسول کے قول وعمل کو اپنے قول وعمل سے وابستہ بنا دیا، لہٰذا آپؐ کا قول وعمل قرآن کے قول سے جڑا ہوا ملتا ہے، صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر دین سیکھا، ان سے دین کو دیکھ کر عمل کرنے کا سلسلہ جاری ہوا، ہم میں اکثر افراد نے نماز دیکھ کر سیکھی، بڑوں کو دیکھ کر سیکھا، حضورؐ جس طرح نماز پڑھتے تھے، صحابہ کرام نے اس کو اختیار کیا، دین پر عمل کرنے کیلئے دین والوں سے سیکھا، اس طرح دین کل کا کل قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہو گیا۔

کلام الٰہی کے متشابہات میں نہ پڑو

قرآن کلام الٰہی ہے، حدیث اس کی تشریح وتوضیح ہے، قرآن کو دین کا بنیادی مقام حاصل ہے؛ لیکن اس کی گہرائی اور متشابہات کی موجودگی کے لحاظ سے تنہا اس پر اکتفاء کافی نہیں قرار دیا گیا، اس کی وضاحت حدیث کے ذریعہ حاصل کرنا ہوتی ہے، قرآن مجید میں تمام انسانوں کو موضوع بنایا گیا ہے، اور اس کو محکمات اور متشابہات میں رکھا گیا ہے، اور یہ فرمایا گیا ہے کہ محکمات کو اصل ذریعہ استفادہ بناؤ اور متشابہات کے سمجھنے میں زیادہ نہ پڑو، متشابہات کے معاملہ میں پڑنے والے برے مقصد کو اختیار کرتے ہیں: "هو الذي أنزل عليك الكتاب منه آيات محكمات هن أم الكتاب و أخر متشابهات، فأما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تأويله ، و ما

یعلم تأویلہ الا اللہ "۔(۱)

وہ وہی خدا ہے، جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں، اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں، سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ اس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے، غلط بات کی تلاش میں اور اس کے غلط مطلب کی تلاش میں، حالانکہ کوئی ان کا صحیح مطلب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

زندگی کا ہر مسئلہ نبی کی سنت و سیرت میں ہے

اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں نبیؐ کے قول و عمل کو قرآن کے مطابق قرار دیا کہ "ان ھو الا وحی یوحی" (۲) کہ حضورؐ کی بات کو اللہ تعالیٰ ہی کی بات سمجھی جائے، حدیث شریف کے ذریعہ ہم کو اصل وضاحت ملتی ہے، اس طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ جو حضرات حدیث کی تعلیم و تعلم سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا یہ عمل صرف حدیث کو عمل میں لانا نہیں ہے، بلکہ اس کے مطابق عمل اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے، لہٰذا جو سنت پر عمل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو نورانیت ملتی ہے، اور عملی طور پر اس سے استفادہ کرنے پر ان کے اندر ایک تبدیلی اور انقلاب پیدا ہوتا ہے اور ان پر اتباع سنت کا عکس ہوتا ہے، علم حدیث سے صرف علمی استفادہ نہیں، بلکہ اس کو عملی زندگی میں اتارنا بھی مقصود ہے، حضورؐ کی ذات و صفات کو مؤمن کی زندگی کیلئے نمونہ بنایا گیا ہے، غالباً اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی کی ان تمام راہوں سے گذارا، جن سے مؤمن کو گذرنا ہو سکتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مشکل حالات بھی آئے اور آسان بھی، دونوں طرح کے حالات اس لئے تھے، تاکہ مؤمن کو پیش آنے والے ہر طرح کے حالات میں لوگوں کے لئے نقل و اتباع آسان ہو، غزوۂ بدر، حدیبیہ اور خندق کے موقع پر سخت حالات آئے، یہ اس لئے

---

(۱) سورۂ آل عمران آیت ۷

(۲) سورۂ نجم آیت ۴

تھے، تا کہ امت کے لئے ان حالات میں بھی رہنمائی سامنے آئے، اس طرح زندگی کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں، جس کا حل سنت وسیرت میں موجود نہ ہو، حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا عکس ہے، محدثین نے اسی مقصد کو پیش نظر رکھا، وہ دین کے صحیح محافظ اور صحیح ناقل ہیں، ان کی خدمت حدیث کی کوششوں کی اہمیت کا انکار کرنا دین کی ترجمانی کو ناقص بنانا ہے، جو حضرات خوش نصیبی سے اشتغال بالحدیث رکھتے ہیں، ان کو اس ناحیہ سے خدمت حدیث شریف کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

حدیث پاک قرآن کریم کی وضاحت ہے

اللہ تعالی نے حدیث وسنت کو اس بات کا ذریعہ بنایا کہ ہم دین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کے ذریعہ حاصل کریں، اس کیلئے اللہ تعالی نے یہ مقدر فرمایا، اس لئے بڑے بڑے علماء اور محدثین پیدا فرمائے، اور دین پر عمل کرنا آسان بنایا، عصر جدید کے یورپ زدہ مختلف افراد ہیں، جن کو مستشرقین کے نام سے جانا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ دین اسلام کے لئے قرآن کافی ہے، احادیث ضروری نہیں، جب کہ حدیث شریف قرآن ہی کی وضاحت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن ہی کو اپنی عملی زندگی میں پیش کیا، اس طرح قرآن وحدیث الگ الگ نہیں ہیں، بلکہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، جس کا تعلق حدیث سے کمزور ہوگا، اس کا دین سے بھی تعلق کمزور ہوگا، قرآن میں آیا ہے کہ کچھ افراد ایسے ہیں جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے، قرآن کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں فتنہ اور غلط تاویل کیلئے؛ لیکن اہل ایمان دین کو صحیح اور کامل طور پر سمجھنے کیلئے محکمات القرآن کو حدیث شریف کے ساتھ صحیح دین کو سمجھتے ہیں۔

نبی کی سیرت گویا قرآن مجید ہے

محدثین نے ہمیشہ محکمات قرآن کے ساتھ حدیث کو موضوع بنایا، اور اسی مشن پر اپنے

آپ کو لگایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت واخلاق کیسے تھے؟ فرمایا: ویسے جیسا قرآن میں ملتا ہے، اسی طرح علم حدیث میں مشغول ہونے والے حضرات کے لئے بڑی بشارتیں ہیں، حدیث میں آیا ہے: "نضر اللّٰہ امرءا سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه غیره" (۱) اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے اس کو جس نے میری حدیث سنی، اور اس کو یاد کیا اور دوسروں کو بلا کم وکاست پہنچایا۔

موت کے وقت حدیث کی وجہ سے پرانوار چہرے

میں کئی ایسے افراد کو جانتا ہوں کہ انہوں نے پوری زندگی حدیث کا اشتغال رکھا اور سنت پر عمل کیا تو ان کے چہرے پر وفات کے وقت اس کے اثرات نمایاں تھے، ایسی شخصیات میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے سابق شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ، اور ہمارے استاذ حدیث مولانا شاہ حلیم عطا علیہ الرحمۃ، اور دار العلوم دیوبند کی مایہ ناز شخصیت علامہ انور شاہ کشمیری، اور ان کے بعد وہاں کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور جامعہ مظاہر علوم میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنی اور ان کے جانشیں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے اور اب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے مظاہر علوم میں جانشیں وشیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوری جن کا سہارنپور میں انتقال ہوا، بہت ممتاز نظر آئے، اور ان کے جنازہ میں غیر معمولی اژدحام سے ان کی مزید تائید اور مقبولیت ظاہر ہوئی، یہ سب برکت تھی اس کی جو انہوں نے حدیث شریف کی خدمت کی، اور آخر وقت تک اس کا مطالعہ جاری رکھا، اور اس کے فیض کو دوسروں میں منتقل کرنے کا جو جذبہ تھا اس سے کام لیا۔

---

(۱) ترمذی شریف، کتاب العلم حدیث نمبر ۲۶۵۶۔

شیخ یونس صاحب ایک باکمال محدث تھے

شیخ یونس میں ربانیت کی صفت تھی ، اس صفت نے ان کو بہت سے اساتذہ اور معاصر علماء میں ممتاز کیا، انہوں نے اس فن میں بڑی ترقی کی، اوران کا شہرہ برصغیر سے نکل کر بلادعربیہ میں بھی ہوا، وہ بلاشبہ عظیم محدث اورایک باکمال استاذ تھے، انہوں نے پوری زندگی علم حدیث کے لئے وقف کردی تھی ، اوراس کے لئے دنیا کے دوسرے پہلوؤں سے اپنے کودور کرلیا تھا، ان کی شخصیت کی تشکیل میں ایسے اساتذہ تھے، جنھوں نے ان کواس عظیم مشن کے لئے تیار کیا، اگرچہ ان کو حضرت مولانا اسعد اللہؒ اور دوسرے بڑے اساتذہ سے استفادہ کا موقع ملاتھا،لیکن وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے خاص شاگرد تھے، جنہوں نے اپنی توجہ خاص سے مولانا محمد یونس کو یگانہ روزگار بنادیا تھا، اوراپنی زندگی میں مظاہر علوم جیسے باوقار حدیث کے علمی مرکز کا ان کو شیخ الحدیث کا منصب بڑوں کی موجودگی میں جن میں ان کے کئی بڑے اساتذہ شامل تھے ان کے علمی فضل وکمال کو محسوس کرتے ہوئے کم عمری میں ان کے حوالہ کیا۔

شیخ یونس کا ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ربط وتعلق

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے بھی مولانا محمد یونس کو بہت تعلق خاطر رہا ہے، وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے نیازمندانہ تعلق رکھتے تھے، اس کی خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مولانا یونس کا تعلق جونپور سے تھا، اور جونپور اور اس کے اطراف میں مولانا کے خانوادہ کے ایک بزرگ مولانا محمد امین نصیر آبادی اور خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نانا حضرت شاہ سید ضیاء النبی حسنی علیہ الرحمۃ کی دعوتی کوششوں کا زبردست اثر رہا ہے، گویا مولانا یونس صاحب دل میں اس کی قدر سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ پوری عقیدت احترام کے

ساتھ باوجود اپنے علمی وزن کے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی سے حدیث کی سند لینے کے لئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سفر کیا، اور باقاعدہ اس کی اجازت حاصل کی، یہ چیز ندوہ کے اساتذہ وطلبہ میں ان سے عقیدت بڑھنے کا سبب بنی، اور یہاں کے اساتذہ وطلبہ کا وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں استفادہ کے لئے جانے کا آخر تک سلسلہ رہا۔

آہ! شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ یونس صاحب☆

شیخ یونس صاحب کی جائے پیدائش

ریحانۃ الہند شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ ابن جناب شبیر احمد صاحبؒ ۲۵؍رجب المرجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲؍اکتوبر ۱۹۳۷ء شنبہ کے دن اپنے گاؤں چوکیا، کھیتاسرائے ضلع جونپور (یوپی) میں پیدا ہوئے، والدہ ماجدہ کا سایہ ایسے وقت سر سے اٹھا، جب آپ صرف ۵؍سال ۱۰؍ماہ کے تھے (سرکار دوعالم صلی اللہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا جب وصال ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بھی تقریباً یہی تھی)۔

تعلیم کی ابتداء

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپ اپنی نانی کے پاس رہنے لگے، ایک دفعہ نانی اپنے لڑکے یعنی حضرت شیخ کے ماموں کی اس لئے پٹائی کررہی تھیں کہ وہ پڑھنے میں تساہل اور تغافل کررہے تھے، حضرت شیخ نے کم عمری کے باوجود اسی دوران نانی جان سے عرض کیا کہ میں بھی پڑھنے جاؤں گا، اس عرض وگزارش پر فوری عمل کیا گیا، زادِراہ تیار ہوا، کھانا پکا اور وہاں سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک مکتب کے لئے اپنے ماموں کے ساتھ روانہ ہوئے، کم عمری کی وجہ سے آپ تھک گئے تو ماموں نے جو خود بھی لڑکے تھے اور پڑھنے کے لئے جارہے تھے، اپنے کندھے پر اٹھالیا، جب تھک گئے تو اتار دیا اور اس

☆ مولانا محمد سعیدی صاحب ناظم ومتولی مظاہر علوم وقف، سہارنپور

طرح مکتب پہنچ گئے، حالات کچھ ایسے بنے کہ وہاں نہ پڑھ سکے اور پھر ایک دوسرے مکتب میں پڑھنے کے لئے بٹھائے گئے، وہاں بغدادی قاعدہ پڑھا، آپ کے ماموں نے تعلیم ترک کردی تو آپ کا پڑھنا بھی موقوف ہوگیا، کچھ دن بعد ایک پرائمری اسکول آپ ہی کے گاؤں میں قائم ہوگیا تو آپ اس اسکول میں جانے لگے، درجہ دوم تک وہاں پڑھا پھر درجہ سوم کیلئے مانی کلاں کے ایک پرائمری اسکول میں داخل ہوئے۔

عصری تعلیم سے کنارہ کشی

آپ کے والد ماجد سادہ مزاج، دیندار، پابند صوم وصلوۃ، پرانی وضع رکھنے والے، انگریزی دور سے شناسا اور انگریزیت کی زہرناکیوں سے واقف تھے، اس لئے آپ نے مناسب نہیں سمجھا کہ اپنے جگر گوشہ کو ایسی تعلیم دلائی جائے جس کی بنیاد کفر پر ہو اور جس کا حاصل صرف مادیات کا حصول ہو، ہندی انھیں پسند نہیں تھی کیونکہ ہندی اسکولوں میں بھی کفر اور شرک کی بھرمار ہے، چنانچہ حضرت شیخ مدظلہ نے خود اپنا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ میں ایک دن ایک ہندی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں لکھا تھا کہ ”طوطا رام رام کرتا ہے“ والد ماجد نے یہ سنا تو فرمایا کہ: ”بس بہت پڑھ لیا کتاب رکھ دو“ اور اس طرح آپ کی عصری تعلیم موقوف ہوگئی۔

عربی درجات میں داخلہ لینا

ابتدائی دینی تعلیم فارسی سے سکندر نامہ تک علاقہ کے مکاتب میں حاصل کی، ابتدائی عربی سے مختصر المعانی، مقامات حریری، شرح وقایہ، نور الانوار تک کی تعلیم مدرسہ ضیاء العلوم مانی پور جونپور میں حاصل کی، اکثر کتابیں حضرت مولانا ضیاء الحقؒ سے، مولانا نور محمدؒ سے تعلیم الاسلام اور شرح جامی بحث اسم حضرت مولانا عبد الحلیمؒ ناظم مدرسہ ریاض العلوم گورینی سے پڑھیں۔

مظاہرعلوم کی تعلیم کا شہرہ

مظاہر کی خاموش تعلیم، یہاں کے اکابر واسلاف کی مشک بار تربیت، روح وروحانیت، اصلاح باطن، اذکار ومجاہدات، افکار وتخیلات، سادگی وقناعت، شرافت نفس اور تواضع وللّٰہیت کی نورانیت عالم میں اپنا شہرہ بلند کئے ہوئے تھی اور ہر خورد وکلاں یہ شعر گنگناتا تھا:

بڑا نام مشہور دار العلوم
پڑھائی میں اوّل مظاہر علوم

یہی وجہ ہے کہ اس عہد میں طلبہ اولاً یہیں داخلہ کی خواہش وکوشش کرتے تھے، اس سلسلہ میں بہت سے واقعات حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی ''آپ بیتی'' میں درج ہیں اور بعض واقعات ''پرانے چراغ'' سے بھی معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

مظاہرعلوم میں داخلہ

حضرت شیخ محمد یونس علیہ الرحمہ کے استاذ باکمال حضرت مولانا عبدالحلیمؒ خود اسی ادارہ کے فارغ وفاضل اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے مسترشد تھے، اسلئے حضرت والا کے مزاج اور طبیعت میں ''مظاہر'' سمایا ہوا تھا، چنانچہ ۱۵رشوال ۱۳۷۷ھ ۵رمئی ۱۹۵۸ء دوشنبہ کو آپ استاذ محترم کے اشارہ پر مظاہر علوم فروکش ہوئے، دفتر کی جانب سے داخلہ امتحان کیلئے فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ کا نام نامی اسم گرامی تجویز ہوا اور حضرت موصوف نے حضرت مفتی صاحبؒ کو مختصر المعانی، شرح وقایہ، قطبی، مقامات حریری، نورالانوار کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی، ۱۳۷۸ھ آپ کا یہاں پہلا سال تھا، امسال آپ نے جلالین، ہدایہ اولین، میبذی اور سراجی وغیرہ سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا، اگلے سال ۱۳۷۹ھ میں بیضاوی شریف، میر قطبی، ہدایہ ثالث، مشکوٰۃ، مقدمہ

مشکوٰۃ، شرح نخبۃ الفکر، سلم العلوم اور مدارک پڑھیں۔

امتحان میں صحاح ستہ کے نمبرات

۱۳۸۰ھ میں بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، طحاوی شریف، نسائی شریف، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف، مؤطا امام محمدؒ، مؤطا امام مالکؒ اور شمائل ترمذی پڑھ کر پوری جماعت میں امتیازی نمبرات سے کامیاب حاصل کی، یہاں اس وقت اعلیٰ نمبرات ۲۰ ر تھے، آپ نے نہ صرف یہ کہ متعدد کتابوں میں ۲۱-۲۱ ر نمبرات حاصل کئے بلکہ بعض کتابوں میں ساڑھے ۲۱ ر نمبرات ملے اور مجموعی طور پر بھی آپ کے نمبرات پوری جماعت میں سب سے زیادہ تھے، اس طرح آپ اپنے ساتھیوں میں شروع ہی سے ممتاز اور برتر قرار پائے۔

صحاح ستہ کے اساتذہ کرام

آپ نے بخاری شریف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے، ابوداؤد شریف حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ ناظم مدرسہ سے، مسلم شریف حضرت مولانا منظور احمد خانؒ سے اور ترمذی ونسائی حضرت مولانا امیر احمد کاندھلویؒ سے پڑھیں۔

دورۂ حدیث شریف کے رفقاء میں حضرت مولانا سید محمد عاقل سہارنپوری مدظلہ، حضرت مولانا شجاع الدین حیدرآبادی، حضرت مولانا اجتباء الحسن کاندھلوی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

شیخ یونس صاحب مفتی مظفر حسین صاحب کی سرپرستی میں

زمانۂ طالب علمی میں فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ نے آپ کی سرپرستی فرمائی، شفقت وکرم کا وہ معاملہ جو ایک باپ اپنے بیٹے کیساتھ رکھتا ہے، حضرت مفتی

صاحبؒ نے آپ کے ساتھ فرمایا جس کا تذکرہ خود حضرت شیخ مدظلہٗ کبھی کبھی خصوصی مجلسوں میں بھی فرماتے رہتے تھے، فراغت کے بعد بھی آپ کے تقرر وترقی میں حضرت مفتی صاحبؒ کی شفقتیں اور نوازشیں شامل رہیں۔

مظاہر علوم میں آپ کا تقرر

چنانچہ مدرسہ کا قدیم ریکارڈ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث ۱۳۸۱ھ کو بمشاہرہ ۷؍روپے عارضی معین مدرس مقرر ہوئے، یکم ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ کو مستقل استاذ ہوگئے اور یکم شوال ۱۳۸۴ھ کو بمشاہرہ ساٹھ روپئے مدرس وسطیٰ تجویز کئے گئے۔

شیخ یونس صاحب کے اساتذہ کرام

محترم مولانا محمد ایوب مظاہری سورتی حفظہ اللہ (ابن جناب قاری بندہ الٰہی میرٹھی) لکھتے ہیں: ''جن چار اساتذۂ حدیث کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ طے کیا اور دورہ کی تمام کتابیں پڑھیں، اگلے چار برسوں میں ان میں سے دو اساتذہ جوارِ رحمت میں پہنچ گئے، یعنی حضرت مولانا امیر احمد صاحب اور حضرت مولانا منظور احمد خان صاحبؒ اور دو اساتذہ حدیث یعنی حضرت مولانا شیخ زکریا اور حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نے اپنے ضعف وپیری اور عوارض وامراض کی وجہ سے ترک تدریس کا فیصلہ کرلیا بالخصوص حضرت شیخ زکریاؒ کے قلب میں تو عشق ومحبت کی وہ چنگاریاں دبی ہوئی تھیں جو ان کو حرمین شریفین کے قیام وہجرت پر مجبور کررہی تھیں، اگرچہ شیخ الحدیث صاحب کے نواسے نے اپنی ایک تحریر میں حضرت کی مدینہ ہجرت کا مبنیٰ بعض تلامذہ کی جانب سے پیش آنے والی تکالیف کو قرار دیا ہے: ''فیا اسفی علی خفۃ عقلہ'' مگر ان دونوں حضرات کے سامنے اپنے اکابر وبزرگوں کے لگائے ہوئے پودے ''مظاہر علوم'' کی فکر تھی کہ کہیں مخالف وتند ہواؤں میں

اس پر کوئی آنچ نہ آئے، اس لئے اس کی آبیاری اور بنیاد کے مضبوط رکھنے کی فکر اپنے قیام سے زیادہ تھی۔(۱)

شیخ الحدیث کے منصب کیلئے غور وفکر

یہ وہ زمانہ ہے جب تقریباً تمام پرانے چراغ گل ہو چکے تھے، شجر ہائے سایہ دار مرجھا چکے تھے، شگفتہ پھول کہملا گئے تھے، صرف دو اہم شخصیات باقی تھیں جو خود بھی چراغ سحر تھیں، تاہم ان کے دل کی ہر دھڑکن مظاہر علوم تھا، ان کا ہر سانس ادارہ کا تحفظ و تشخص تھا، ان کی آہ سحر گاہی کا مرکز و محور مظاہر تھا، ایک عشق رسول میں مدینۃ النبی جانے کیلئے بیقرار تو دوسرا عشق الٰہی میں حضورِ رب کے لئے تیار، اور اِدھر مظاہر جس کا ماضی نہایت شاندار لیکن مستقبل موہوم ومدھم، یہ سوچ کر ان دونوں حضرات نے طے کیا کہ ناممکن ہے کہ ملت اسلامیہ بانجھ ہو جائے، ایسا نہیں ہوسکتا کہ مظاہر جیسا شجر سایہ دار خشک ہوکر قصۂ پارینہ بن جائے، چنانچہ مولانا محمد ایوب مدظلہٗ آگے لکھتے ہیں: ’’کسی بھی ادارہ میں دو منصب اہم ہوتے ہیں ایک ناظم و مہتمم کا اور ایک شیخ الحدیث کا اور ان دونوں اکابر کے سامنے یہ منصب اس کے اہل کو سپرد کرنے کی فکر اور اس کا داعیہ تھا، اسلئے کہ وعید نبوی بھی ہے: ”اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ “ چنانچہ مناسبت واستعداد کو دیکھ کر حضرت اقدس مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ کو ناظم مدرسہ کیلئے اور حضرت الاستاذ مولانا محمد یونس صاحب کو شیخ الحدیث کیلئے رفتہ رفتہ تیار کیا اور جب جس کا موقع آیا اس کو وہ منصب سپرد کر دیا گیا‘‘۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ نے طے کیا کہ ان دونوں مسندوں کے لئے دو افراد ایسے تیار کئے جائیں جو اپنے اپنے مقام پر مکمل ہوں، چنانچہ نظام مدرسہ کیلئے ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جائے جو

---

(۱) الیواقیت الغالیۃ فی تحقیق وتخریج الاحادیث العالیۃ ص: ۱/ ۱۷۔

تدبیر وتدبر، حالات وشؤون سے آگہی، واقعات وپس منظر سے واقفیت، روایات وتعامل کی معلومات، احکامِ وقتیہ کے نتائج وثمرات فتن وفتنہ پردازوں کی سرکوبی کا ہنر رکھتا ہو، ازمیزان تا بخاری پڑھانے کا فن اپنے اندر سموئے ہوئے ہو، علو نسبت، صلاحیت وصالحیت، تقویٰ ودیانت اور امانت جیسی خوبیوں سے مرصع ہو تو مسند حدیث کیلئے امہات کتب کے علاوہ محدثین وفقہاء کے حالات مختلف علوم وفنون پر دسترس، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے تمام متبعین کے دلائل وبراہین پر نظر، فقہ حنفی کا اثبات، زہد وقناعت، عبادت وریاضت، خاکساری ومسکنت، تواضع وفروتنی، مآخذ ومظان پر عبور کامل، دیگر مسالک وممالک کے علماء وصلحاء اور ماہرین کے تذکار سے روشناس ہو اور سب کی ابحاث پڑھنے، بتانے اور سنانے کے بعد اپنے مسلک ومشرب کی شاندار تشریح وتوضیح وغیرہ بنیادی مسائل ومعاملات پر مکمل گرفت رکھتا ہو۔

اکابر کا انتخاب

مجھے یہ کہنے اور لکھنے میں کوئی تأمل یا تردد نہیں کہ اکابر کا یہ انتخاب لاجواب تابناک اور روشن مستقبل کی ضمانت ثابت ہوا، حضرت مفتی مظفر حسینؒ جیسے بالغ نظر مفکر ومدبر اور صالح انسان کا مظاہر جیسی باوقار درسگاہ کے منصب نظامت پر فائز ہونا مشیت الٰہی تھا تو دوسری طرف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونسؒ کا مسند حدیث کے لئے انتخاب بلاشبہ عنایت الٰہی ہے۔

حضرت شیخ زکریا کی تین دعائیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے تشریف لائے، مدرسہ کی عمارت دارالطلبہ جدید کی مسجد میں خطاب کے دوران فرمایا کہ میں نے تین دعائیں کی تھیں، ان میں سے دو دعائیں قبول ہوگئی ہیں۔

(۱) مدرسہ کو اس کے شایان شان ناظم مل جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور ''مفتی مظفر'' جیسا عالم اس ادارہ کا ناظم بنا۔

(۲) دوسری دعا میں نے یہ کی تھی کہ میرے شیخ حضرت مولانا خلیل احمدؒ کی ''بذل المجہود'' شائع ہو جائے، الحمدللہ وہ بھی شائع ہوگئی۔

(۳) تیسری دعا میں نے یہ کی تھی میرا انتقال مدینہ پاک میں ہو جائے، آپ حضرات بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، الحمدللہ باری تعالیٰ نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور جنت البقیع میں جگہ ملی۔

شیخ الحدیث کا انتخاب عنایت الٰہی ہے

بہر حال حضرت مولانا محمد یونسؒ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی جانشینی کیلئے انتخاب محض عنایت الٰہی ہے، چنانچہ ۱۳۸۴ھ میں جب آپ کے استاذ حضرت مولانا امیر احمد کاندھلویؒ کا وصال ہوگیا تو آپ استاذ حدیث بنائے گئے، پوری تفصیل حضرت والا مدظلہٗ کے قلم سے آپ بھی پڑھتے چلیں۔

''ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ میں حضرت استاذی مولانا امیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے انتقال ہو جانے کی وجہ سے مشکوٰۃ شریف استاذی مفتی مظفر حسین ناظم اعلیٰ مظاہر علوم کے یہاں سے منتقل ہو کر آئی جو ''باب الکبائر'' سے پڑھائی، پھر آئندہ سال شوال ۱۳۸۵ھ میں مختصر المعانی، قطبی، شرح وقایہ مشکوٰۃ شریف مکمل پڑھائی اور شوال ۱۳۸۶ھ میں ابوداؤد شریف، نسائی شریف، نور الانوار زیر تعلیم رہیں، اور شوال ۱۳۸۷ھ سے مسلم، نسائی، ابن ماجہ مؤطین زیر درس رہیں، اس کے بعد شوال ۱۳۸۸ھ میں بخاری شریف و مسلم شریف اور ہدایہ ثالث پڑھائی''۔ (۱)

---

(۱) الیواقیت الغالیہ صفحہ ۲۰/۱۹۔

شیخ یونس صاحب شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے حضرت شیخ مدظلہ کے پہلے سال کی تدریس بخاری و مسلسلات کا ذکر خیر اپنی نامور البیلی کتاب ''آپ بیتی'' میں بھی کیا ہے۔

حضرت شیخ مولانا محمد یونس علیہ الرحمہ کی تدریس بخاری کا سلسلہ الحمدللہ بہت جلد علماء وخواص میں مقبول ہوتا چلا گیا، جب بخاری شریف کی تکمیل کا موقع ہوتا تو عوام وخواص کی حالت دیدنی ہوتی تھی، خود حضرت والا کو اگر معلوم ہو جاتا کہ حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنیؒ کی آمد ان دنوں میں متوقع ہے تو بخاری کی ایک دو حدیث روک لیتے تاکہ حضرت شیخ الحدیث کاندھلویؒ سے ختم بخاری کرایا جائے، چنانچہ خود حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنیؒ ایک جگہ اپنی ''آپ بیتی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''سہارنپور واپسی پر معلوم ہوا کہ مولانا یونس صاحب نے بخاری کا ختم روک رکھا ہے، اس لئے حسب سابق دوشنبہ کی صبح کو ساڑھے نو بجے زکریا اور ناظم صاحب بھی پہنچ گئے، معلوم ہوا کہ ایک حدیث روک رکھی ہے، عبارت تو خود مولانا نے پڑھی، دعاء کے بعد زکریا اور ناظم صاحب تو واپس آگئے، اس کے بعد مولوی یونس صاحب نے سبق ختم کرایا، دعاء مولوی وقار صاحب نے کرائی اور اس کے بعد ناظم صاحب نے طلباء کو کچھ نصیحتیں فرمائیں (آپ بیتی: حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ) معلوم ہوا کہ ختم بخاری کا یہ شاندار اور جاندار سلسلہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم اور دیرینہ روایت ہے چنانچہ ایک اور موقع پر تحریر فرماتے ہیں کہ ''۱۲؍ اگست ۷۵ء ۳؍ شعبان ۹۵ھ بخاری شریف کا ختم ہوا، اول ''مسلسل بالأولیۃ'' کی حدیث پڑھی گئی، اس کے بعد مولوی یونس نے بخاری کی آخری حدیث پڑھی، متن دونوں کا زکریا نے پڑھا، اس کے بعد کھانا کھایا''۔

آپ کی علمی صلاحیتوں کا شیخ محمد زکریاؒ نے اعتراف کیا

الیواقیت الغالیۃ فی تحقیق وتخریج الاحادیث العالیۃ کے جامع رقم طراز ہیں: ’’آپ کی علمی عظمتوں اور تدریسی صلاحیتوں کا اکابر نے اعتراف کیا بالخصوص آپ کے شیخ ومرشد محدث وقت حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم المہاجر المدنی نے آپ کو اس طرح حدیث شریف کے لئے تیار کیا جس طرح حضرت شیخ کو ان کے شیخ واستاذ حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی نے تیار کیا تھا‘‘۔

حضرت شیخ مہاجر مدنیؒ کو حضرت مولانا محمد یونس صاحب کی صلاحیتوں کا خوب اندازہ تھا جس کی ترجمان حضرت والاؒ کی یہ تحریر انیق ہے:

ابھی کمسن ہیں وہ کیا عشق کی باتیں جانیں
عرضِ حال دلِ بیتاب کو شکوہ سمجھے

ابھی تدریسِ دورہ کا پہلا سال ہے اور اس سیہ کار کو تدریس دورہ کا اکتالیسواں سال ہے اور تدریس حدیث کا سینتالیسواں سال ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے اور مبارک مشغلوں میں تادیر رہے، جب سینتالیس پر پہنچ جاؤ گے، تو انشاء اللہ مجھ سے آگے ہو گے۔

اس پرچہ کو نہایت احتیاط سے کسی کتاب میں رکھیں، چالیس سال کے بعد پڑھیں۔

شیخ یونس کا میرے والد ماجد مولانا اطہر صاحب سے قلبی لگاؤ

حضرت شیخ محمد یونس علیہ الرحمہ کو والد ماجد حضرت مولانا اطہر حسینؒ سے قلبی لگاؤ اور دوستانہ تعلق تھا، بارہا حضرت شیخ مدظلہ‘ غربت کدہ پر والد صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لاتے اور دیر تک دونوں بزرگ محو گفتگو رہتے، کئی بار گھر کی معمولی سی دہلیز میں کپڑا بچھا دیا جاتا اور حضرت شیخ اس پر تشریف فرما ہو کر ناشتہ کرتے۔

جناب بھائی علاؤ الدین صاحب سیفی محلّہ یحییٰ شاہ پکا باغ سہارنپور اکابر کے منظورِ نظر اور اہل مظاہر کے خاص اہل تعلق میں تھے، اکثر ان کے یہاں دعوت ہوتی، جس میں اکثر علماء مظاہر تشریف فرما ہوتے، فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسینؒ، والد محترم حضرت مولانا اطہر حسینؒ حضرت مولانا محمد یامین صاحبؒ، حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ، مولانا بشیر احمد صاحبؒ اور مولانا انیس صاحب دیوبندی بالخصوص اس دعوت کے شرکاء ہوتے اور مولانا انیس احمد مرحوم سے اکثر مزاح بھی ہوتا جو بڑا دلچسپ اور کیف افزاء منظر پیش کرتا۔

شیخ محمد یونس صاحب اور مولانا محمد اطہر صاحب علم وعمل اور تقویٰ وطہارت میں آفتاب وماہتاب

یہ بزرگانِ دین کھانے پینے میں بڑے محتاط اور ورع وتقویٰ کے خوگر تھے، اس لئے دعوت کے سلسلہ میں بہت محتاط واقع ہوئے تھے، کسی کی دعوت جلد قبول نہ فرماتے، اگر تحقیق کے بعد حلال کا یقین ہو جاتا تو دعوت قبول کرنے میں سنت نبوی پر عمل پیرا ہوتے اور معمولی آدمی کی دعوت بھی قبول فرمالیتے اور اہتمام کے ساتھ اس میں شرکت فرماتے تھے، حضرت شیخ الحدیثؒ کبھی کبھی والد ماجد حضرت مولانا اطہر حسینؒ سے خوابوں کی تعبیر بھی معلوم کرتے اور والد صاحب کی بتائی ہوئی تعبیر کو دوسرے معبرین کی تعبیر پر ترجیح دیتے اور ان کے علم وتقویٰ کی بھی قدر فرماتے، ہر دو بزرگوں کے درمیان دیرینہ مخلصانہ ربط وتعلق برقرار رہا، دونوں ہی علم وعمل اور تقویٰ وطہارت میں آفتاب وماہتاب رہے۔

شیخ یونس صاحب کے درس کی خصوصیات

مولانا محمد ایوب صاحب نے حضرت والا کی درسی خصوصیات پر جن تاثرات کا اظہار

کیا ہے وہ بلا مبالغہ مبنی بر حقیقت ہیں: ''ہمارے حضرت الاستاذ کے درس حدیث میں ہم نے وہ پایا جو اور جگہوں پر نظر نہیں آیا، بخاری شریف کا درس کیا ہوتا ہے ایک بحر ناپیدا کنار، محدثین و متکلمین، مفسرین وشراح کرام اور ائمہ جرح وتعدیل کے ناموں کی ایک فہرست ذہن نارسا میں نقش ہوتی جاتی ہے، رواۃ پر سیر حاصل کلام اور کوئی قول بغیر حوالہ کے نہیں اور کوئی حوالہ نقل در نقل نہیں بلکہ اصل تک پہنچنے کی کامیاب کوشش ہوتی ہے، شرح حدیث اقوال ائمہ، دلائل طرفین اور ان میں موازنہ وجہ ترجیح وغیرہ سب کچھ ہی بیان ہوتا گویا فتح الباری وعینی، قسطلانی وکرمانی سب ہی کا خلاصہ اور لب لباب ہمارے سامنے ہوتا، اس طرز تدریس کا فائدہ یہ ہوا کہ پڑھنے والوں میں ذوق تحقیق پیدا ہوا، لکھنے پڑھنے کا ایک ڈھنگ آگیا، اس وقت بے شمار مدارس عربیہ میں شیخ الحدیث اور اساتذۂ حدیث حضرت الاستاذ ہی کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں، جو پورے شرح وبسط اور اطمینان ووثوق کے ساتھ حدیث وعلوم حدیث کے نکات بیان کررہے ہیں''۔

حضرت شیخ زکریا سے بیعت

آپ بچپن ہی سے نیک وصالح تھے، تقویٰ وطہارت آپ کی سرشت میں داخل تھی اور نظافت ونفاست آپ کا شعار ودثار رہا، اس لئے آپ شروع ہی سے حضرات اساتذہ کی دعاؤں کا خصوصی مرکز اور ان کی توجہات وعنایات کا ہمیشہ محور رہے، چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ نے آپ کو بیعت فرمایا۔

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کی طرف سے اجازت وخلافت

۵؍محرم الحرام ۱۳۹۶ھ کو مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ نے اجازت وخلافت عطا فرمائی اور فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین نور اللہ مرقدہٗ گویا باپ کے درجہ میں رہے

اور آپ کی ہر ممکن راحت کا خیال فرماتے رہے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ سے خلافت ملنے کا واقعہ خود حضرت والا کی زبانی سنتے چلئے: ”حضرت اقدس مولانا محمد اسعد اللہ صاحب سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر علوم نے بروز پنجشنبہ ۵/محرم الحرام ۱۳۹۶ھ میں ظہر کے بعد اجازت مرحمت فرمائی جس کا از خود شہرہ ہوگیا، چونکہ احقر کا بیعت کا تعلق حضرت قطب العالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ثم المہاجر المدنی نور اللہ مرقدہ سے تھا اسلئے حضرت ناظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بعد بھی اپنے حضرت نور اللہ مرقدہ سے ہی تربیت کا تعلق رہا اور بحمد اللہ بالکل کبھی اجازت کا کوئی خیال بھی نہیں آتا تھا گو اہل اللہ کے ارشاد کی دل میں قدر تھی اور ہے“۔

حضرت شیخ زکریا کی طرف سے بھی اجازت وخلافت

اسی سال ۵/ذی قعدہ کو حضرت شیخ محمد یونس علیہ الرحمہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی مجلس میں حسب معمول حاضر تھے، حضرتؒ نے آپ کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ ”میرا ارادہ تین چار سال سے تجھے اجازت دینے کا ہے؛ لیکن تیرے اندر تکبر ہے“ حضرت والا فرماتے ہیں کہ میں خاموش رہا اور الحمد للہ! حضرت کے کہنے پر طبیعت پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوا، اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت والا کو حضرت ناظم صاحب کی اجازت کا علم ہوگیا ہوگا؟ فرمایا کہ ”ہاں“ میں نے عرض کیا کہ حضرت! میری سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت ناظم صاحب نے کیوں اجازت دی؟ حضرتؒ نے اس پر کیا ارشاد فرمایا یاد نہیں رہا، پھر فرمایا کہ ”تجھے میری طرف سے اجازت ہے“ اس طرح حضرت شیخ نسبت تھانوی و رشیدی دونوں کے جامع ہوگئے۔

شیخ یونس صاحب پچاس سال تک حدیث کی خدمت کی

حضرت شیخ علیہ الرحمہ کی سعادت اور خوش نصیبی کی معراج یہ ہے کہ تقریباً پچاس سال

سے حدیث نبوی کی خدمت کرتے رہے، اس طویل عرصہ میں فضلاء مظاہر کی وہ تعداد جنہوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہے وہ ہزار ہا ہزار ہیں، جن میں سے بعض تو مرکزی اداروں میں شیوخ حدیث اور بعض دیگر اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔

اکابر کا آپ کی طرف علمی رجوع

حدیث کی خدمت اور احادیث کے سلسلہ میں آپ کی معلومات کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے جس کا اندازہ صرف اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا بھی بعض علمی سوالات آپ سے کرتے تھے، حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ، حضرت مولانا عبید اللہ بلیاویؒ اور خدا جانے کتنے اعاظم رجال نے تحقیقی سلسلہ میں آپ سے رجوع کیا ہے، گویا آپ معرفت متون حدیث واسماء رجال کی شناخت بن چکے تھے، اور مظاہر کا وہ تفوق جو اس کو حدیث کے سلسلہ میں حاصل ہے، آپ نے اس کو تمام اقدار و روایات کے ساتھ برقرار رکھا تھا۔

شیخ یونس صاحب کی حالات حاضرہ پر گہری نظر

ایک محدث کے لئے جو شرائط ہو سکتی ہیں، حضرت والا کے اندر بحمد اللہ وہ تمام شرائط اور صفات ومیزات بدرجہ اتم موجود تھیں، احوال زمانہ پر اطلاع جو ایک عالم دین کیلئے انتہائی ضروری ہے، حضرت شیخ کو وافر مقدار میں حاصل تھی، حیرت ہوتی ہے کہ ایک گوشہ نشین، زاہد وقانع، اور مستغنی شخص کتب حدیث وتفسیر اور اس کے متعلقہ علوم وفنون پر کامل دسترس کے علاوہ مختلف ملکوں کے حالات، ماحول اور وہاں کی اقدار و روایات اور تحریکات تک سے واقف تھے، چنانچہ اس کی صرف دو مثالیں تحریر ہیں۔

''سری لنکا'' کے ایک شیخ الحدیث بغرض حصول اجازت حدیث حاضر خدمت ہوئے،

حضرت والا نے ایک حدیث کی تلاوت فرما کر اجازت عنایت فرمائی، اس کے بعد سری لنکا کی شخصیات وحالات، مزاج، رہن سہن، بود وباش پر بھی گفتگو فرمائی۔

"ملیشیا" کے ایک محدث حاضر خدمت ہوئے ان کو اجازت حدیث عطا فرمائی پھر وہاں کی تحریکات، مذاق ومعیار، شخصیات، جغرافیائی کیفیات اور حالات کا اس طرح تجزیہ کیا جیسے وہ نگاہ کے سامنے ہوں، مجلس میں بیٹھنے والے متحیر تھے کہ ایک گوشہ نشیں پوری دنیا کے حالات پر کس طرح نظر رکھتا ہے"۔

ملی ہمدردی وخیر خواہی میں پیش پیش رہتے تھے

تقویٰ اور پرہیز گاری میں بھی آپ مثالی شخصیت کے حامل تھے، مدرسہ کے خلفشار کے بعد سے آپ نے تنخواہ لینا ترک فرمادیا، آپ الحمد للہ ملک وبیرون ملک کے اسفار کے علاوہ حج وزیارت کی سعادت سے کم وبیش ہر سال مشرف ہوتے رہتے تھے۔

ملی ہمدردی وخیر خواہی کے سلسلہ میں آپ کے بے شمار واقعات ہیں، چنانچہ دو سال پہلے مظفر نگر فسادات میں سیکڑوں مسلمان شہید اور ہزاروں افراد بے گھر ہوگئے تھے، مدرسہ نے مصیبت زدگان کے لئے اہل خیر سے تعاون کی اپیل کی، فساد زدہ لوگوں تک براہ راست امدادی سامان پہنچانے کا نظام بنایا گیا، سہارنپور کے غیور، باہمت وباحمیت مسلمان جو الحمد للہ مدرسہ کی ہر آواز پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اس موقع پر بھی انہوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون کیا، مہمان خانے کے کشادہ ہال اور وسیع صحن سازو سامان سے بھر گئے، کتنی ہی مرتبہ بڑے بڑے ٹرکوں کے ذریعہ مدرسہ کے عملہ کو وہاں بھیج کر سامان تقسیم کرایا گیا، جب یہ خبر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس علیہ الرحمہ تک کشاں کشاں پہنچی تو حضرت والا نے اپنا تمام نیا پرانا سامان یہاں بھجوانے کے علاوہ فساد زدگان کیلئے خطیر رقم بھی ارسال فرمائی، اسی طرح دوران سفر حضرت والا کو جو ہدایا اور تحائف ملتے

تھے وہ کتنے ہی اہمیت کے حامل کیوں نہ ہوں مختلف مدارس میں تقسیم فرمانے کا معمول تھا، جو خداداد جود و سخا کا رہین منت ہے۔

شیخ یونس صاحب کے علمی کارنامے

ملک و بیرون ملک کے مختلف علماء کبار نے آپ سے وقتاً فوقتاً جو علمی سوالات کئے اور آپ نے ان کے محققانہ جوابات تحریر فرمائے، وہ تمام جوابات کاپیوں کی شکل میں محفوظ تھے، اللہ تعالیٰ نے بعض اہل علم کو اس کی توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے ان علمی شہ پاروں کو یکجا مرتب و مدون کر کے شائع کر دیا ہے، چنانچہ جناب مولانا محمد ایوب سورتی کی کوششوں سے یہ بیش قیمت مجموعہ ''الیواقیت الغالیہ فی تخریج احادیث العالیہ'' کے نام سے کئی جلدوں میں شائع ہو چکا ہے اور بعض اہل علم کی کوششوں سے فن کے اعتبار سے الگ الگ اجزاء شائع ہو رہے ہیں، اس سلسلہ میں ''نوادر الحدیث'' کے نام سے ایک جزء بھی شائع ہو چکا ہے، اس کے علاوہ کئی مفید تالیفات اور تقاریر شائع ہو چکی ہیں، جن میں ''تخریج احادیث مجموعہ چہل حدیث'' ''فیوض سبحانی'' وغیرہ منظر عام پر آچکی ہیں۔

بہت سے علمی شہ پارے ہنوز پردۂ خفا میں ہیں، جن میں سے مقدمہ ہدایہ، سوانح حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، مقدمہ بخاری، الیواقیت واللآلی، جزء حیات الانبیاء، تخریج احادیث اصول الشاشی، مقدمہ مشکوٰۃ، مقدمہ ابوداؤد، جزء معراج، جزء المحراب، جزء رفع الیدین، جزء قراءت، ارشاد القاصد الی ماتکرر فی البخاری واسناد واحد، قابل ذکر ہیں، تعلیم و تعلم کے بابرکت سلسلہ کے علاوہ بیعت وارشاد کا مبارک سلسلہ بھی جاری تھا اور ملک و بیرون ملک کی بعض اہم مقتدر شخصیات آپ کے ذریعہ سلوک کی منزلیں طے کر رہی تھیں، خلفاء و مجازین کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔

حضرت شیخ کی راقم سے مناسبت

راقم الحروف کو بھی حضرت کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا شرف حاصل رہا اور حضرت سے غیر معمولی استفادہ کا موقع ملا ہے، طبعی طور پر حضرت سے زمانہ طالب علمی سے ہی مناسبت رہی، احقر کو حدیث شریف سے شغف اور اس سے مناسبت درحقیقت فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسینؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اطہر حسینؒ کی توجہات سامیہ کے علاوہ حضرت شیخ کے تلمذ اور ان سے استفادہ کا ہی نتیجہ ہے، طبعی مناسبت اور قلبی انسیت کا ثمرہ ہے کہ ہفتہ عشرہ میں عموماً زیارت منامی حاصل ہوتی رہتی ہے، بعض منامات میں حضرت کے احوال رفیعہ سے آگاہی کا حصول بھی اسی مناسبت کا نتیجہ ہے، گذشتہ سالوں میں حضرت علالت کے دوران جب مدینہ منورہ زیر علاج تھے، لوگوں پر مایوسی طاری تھی اور حضرت کی مزید حیات کی بظاہر کوئی امید نہ تھی، اس وقت احقر کو دعا کی سعادت نصیب ہوتی رہی اور اسی ضمن میں منجانب اللہ یہ بشارت مل گئی کہ ابھی حضرت والا بقید حیات رہ کر مزید خدمت حدیث کا مبارک مشغلہ جاری رکھیں گے۔

افسوس کہ آسمان علم وہدایت کا یہ نیر تاباں ۱۷رشوال المکرم ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱رجولائی ۲۰۱۷ء بروز سہ شنبہ میڈی گرام ہسپتال سہارنپور میں ہمیشہ ہمیش کے لئے غروب ہوگیا۔

چراغ لاکھ ہیں لیکن کسی کے بجھتے ہی
برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی

❖ ❖ ❖

حضرت مولانا شیخ یونس صاحب
اپنی محدثانہ شان اور علمی زندگی کے آئینہ میں ☆

علم حدیث میں آپ کی کوئی نظیر نہیں

استاد محترم (۱) ومخدوم معظم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس جونپوری ثم سہارنپوری کی صحیح بخاری کی تقاریر پر اظہار خیال سعادت وعزت افزائی ہی نہیں بلکہ ایک بڑی ذمہ داری اور علمی جرأت ہے، اس وقت علم حدیث کے میدان میں عالم اسلام کے تمام حصوں میں بشمول بلاد عربیہ آپ کی نظیر نہیں، علم حدیث میں آپ کا انہماک اسلاف کے شغف علمی کی یاد تازہ کرتا ہے، علم آپ کا گوشت پوست ہے، علم آپ کی رگوں میں خون کی طرح جاری وساری ہے، علم ہی آپ کی غذا ہے اور علم ہی آپ کی تفریح اور وہی آپ کا اوڑھنا اور بچھونا۔

☆ مولانا محمد اکرم صاحب ندوی آکسفورڈ، یوکے۔

نوٹ: یہ مضمون مولانا محمد اکرم صاحب ندوی مقیم آکسفورڈ (یوکے) نے حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب نوراللہ مرقدہ کی حیات مبارکہ میں ۳/ رجب ۱۴۳۱ء میں لکھا تھا، مضمون کی اہمیت وافادیت کی وجہ سے اس کتاب میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

(۱) اس عاجز کو حضرت مولانا کی باقاعدہ شاگردی کا شرف تو نہیں، لیکن الحمدللہ مولانا سے استفادہ کا موقع ملا اور آپ نے اجازت بھی عطا کی، جس سے شاگردی کا ادنی درجہ حاصل ہوگیا، اسی وجہ سے اس مضمون میں آپ کیلئے استاذ محترم کا لفظ استعمال کیا گیا، امید ہے اہل علم اس جرأت کو معاف فرمائیں گے، مولانا اپنے وقت میں علم وتحقیق کی جس بلندی پر فائز تھے، آپکی طرف انتساب فخر واعزاز کی بات ہے، اس مناسبت سے ایک قصہ یاد آگیا کہ ایک مرتبہ حضرت بشر الحافی نے فرمایا: ”حدثنا حماد بن زید، پھر کہا: ”استغفر اللّٰہ، ان لذکر الاسناد فی القلب خیلاء“۔ (سیر اعلام النبلاء جلد ۷/ صفحہ ۳۶۱)

جونپور کی اہمیت وافادیت

آپ کا تعلق جونپور کے ایک گاؤں گورینی سے ہے، مشرقی یوپی کی مشہور درسگاہ ''ریاض العلوم'' یہیں واقع ہے، جسے حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب نوراللہ مرقدہ نے تقریباً تیس سال پہلے قائم کیا تھا، اور جس سے ہر سال سینکڑوں طلبہ فیضیاب ہوتے ہیں، جونپور کا خطہ علم وفضل کے لئے ہمیشہ مشہور رہا ہے، شاہجہاں نے ایک بار فرمایا تھا ''جونپور شیراز ماست'' اور شاہجہاں، ہی نے جونپور کو ''دارالعلم'' کا خطاب دیا، بقول مولانا صفی لکھنوی: ؎

جونپور ارباب علم وفضل کے دارالسرور
کہتے تھے شیراز ہند اکثر تجھے اہل شعور

جونپور کی علمی تاریخ

جونپور کی علمی تاریخ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے حیات شبلی کے مقدمہ میں بڑی تحقیق کے ساتھ جونپور کی علمی تاریخ پیش کی ہے، ان تفصیلات کی اس مختصر تحریر میں گنجائش نہیں، درج ذیل اشعار جونپور کے تابناک ماضی کے آئینہ دار ہیں: ؎

جنت عدن جونپور بود
کاندر آنجا مقام حور بود
مسکن علم وفضل ودانش ورائے
نبود آنجناں بملک خدائے
فخر ہر کس درو بعلم وہنر
بے ہنر اندر و نیابد فر
گلشن جونپور خرم باد
واندرو ہر کہ ہست بیگم باد

دست او سر بسر گلستاں باد
جائے مستان می برستان باد

شیخ یونس صاحب سے میری شناسائی

آپ کا اسم گرامی کان میں اس وقت پڑا جب سنہ ۱۳۹۲ ہجری میں ۹ ر سال کی عمر میں مدرسہ ضیاء العلوم مانی کلاں میں فارسی کی پہلی جماعت میں پڑھ رہا تھا، ہمارے خاص استاد مولانا عبد العلی مانوی مدظلہ تھے، جن سے ہم نے گلستاں، بوستاں اور یوسف زلیخا وغیرہ پڑھی، آپ اور مولانا عبد العلی صاحب ہم سبق تھے اور یہیں مدرسہ ضیاء العلوم میں متوسطات تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مظاہر علوم سہارنپور سے تکمیل کی اور وہیں بحیثیت مدرس آپ کا تقرر ہو گیا، چند سالوں میں اس عظیم درسگاہ کی سب سی بڑی مسند علمی یعنی شیخ الحدیث کے عہد پر فیضیاب ہوئے، قدرتی طور پر مدرسہ ضیاء العلوم میں اس کا چرچا تھا، مدرسہ کے لئے بڑے فخر و ناز کی بات تھی کہ اس کا ایک طالب علم ترقی کر کے اس عظیم منصب تک پہنچ جائے، مدرسہ کی فضا میں آپ کا تذکرہ اپنے اساتذہ اور اونچی جماعتوں کے طلبہ سے سنتا، جس سے آپ کی عظمت کے نقوش ابتداء ہی سے دل میں پیوست ہو گئے۔

شیخ یونس صاحب سے غائبانہ محبت

سنہ ۱۳۹۹ ہجری میں یہ عاجز بسلسلہ تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء سے منسلک ہو گیا، یہاں طالب علمی کے دوران کثرت سے آپ کا نام سنتا رہا، آپ کے مختلف شاگردوں سے ملاقاتیں ہوئیں، اور ان طلبہ کے ذریعہ آپ کی بخاری کی تقریرات دیکھنے کا بھی موقع ملا، شیخنا الجلیل حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ علیہ کی مجالس میں بھی آپ کا ذکر

سنتا اور غالباً حضرت مولانا نے ایک بار فرمایا کہ آپ کے پاس کوئی علمی استفسار لکھ کر بھیجا جس کا تشفی بخش جواب آیا۔ (۲)

ندوۃ العلماء لکھنؤ میں آپ سے ملاقات

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں آپ کی زیارت بھی نصیب ہوئی، آپ نے یہاں اپنے وطن سے واپسی پر یا وطن جاتے ہوئے ایک دو روز کے لئے قیام کیا تھا، ندوہ میں ہر طرف آپ کی آمد کا چرچا ہو گیا اور طلبہ آپ کی زیارت کے شوق میں مسجد اور مہمان خانہ کے آس پاس جمع ہو گئے، دوسرے طلبہ کے ساتھ مجھے بھی مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، لباس کی سادگی اور زہد کا یہ انداز دیکھ کر طبیعت پر بڑا اثر ہوا:

علی ثیاب لو تباع جمیعها
بفلس لکان الفلس منهن اکثراً
وفیهن نفس لو یقاس ببعضها
نفوس الوری کانت أجل وأکبرا

---

(۲) الیواقیت جلد۲/صفحہ۳۵۴م میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سوال درج ہے "هل لما اشتهر فی خطب الجمعة من قوله الا إن الدنیا خلقت لکن وانکم خلقتم للآخرة اصل فی المرفوع او الموقوف ام لا؟" اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: نعم! قال الغزالی فی الاحیاء فی بیان ذم الدنیا، وقال صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض خطبه: "المومن بین مخافتین، بین اجل قدمضی لایدری ماالله صانع به، وبین اجل قدبقی لایدری ماالله قاض فیه، فلیتزود العبد من نفسه لنفسه، ومن دنیاه لآخرته، ومن حیاته لموته، ومن شبابه لهرمه، فإن الدنیا خلقت لکم وانتم خلقم للآخرة، والذی نفسی بیده مابعدالموت من مستعتب، ولا بعدالدنیا من دار الاالجنة او النار، انتهی" ۔ قال الحافظ العراقی فی تخریج الإحیاء (جلد۳/صفحہ۸۶) رواه البیهقی فی الشعب من روایة الحسن عن رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وفیه انقطاع، انتهی، وقال فی موضع آخر (جلد۴/صفحہ۱۵۱۹) اخرجه البیهقی فی الشعب من روایة الحسن عن رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وذکره ابن المبارك فی الزهد بلاغاً، وذکره صاحب الفردوس من حدیث جابر، ولم یخرجه ولده فی مسند الفردوس، انتهی۔

آپ کے درس حدیث میں راقم کی حاضری

آپ کے درس میں شرکت کا اس وقت اتفاق ہوا جب کہ چند سال پہلے ختم بخاری کے سلسلہ میں آپ دار العلوم لندن میں مدعو تھے، یہ عاجز آکسفورڈ سے چند دوستوں کے ساتھ حاضر ہوا، دار العلوم حاضرین سے بھرا ہوا تھا، آپ نے درس کی ابتداء ”حدیث الرحمۃ المسلسل بالاولیۃ“ سے کی، بڑی خوشی ہوئی کہ آپ سے سب سے پہلے یہ حدیث سن کر اولیت حقیقت کا تسلسل حاصل ہوگیا، آپ نے اپنی مشہور سند ”عن شیخ الحدیث الامام محمد زکریا الکاندھلوی، عن العلامۃ الفقیہ المحدث خلیل احمد السہارنفوری، عن العلامۃ الشیخ عبدالقیوم البرہانوی، عن محمد اسحاق الدہلوی، عن جدہ لامہ عبدالعزیز الدہلوی، عن والدہ کوکب الدیار الہندیۃ الامام احمد بن عبدالرحیم المعروف بولی اللہ الدہلوی“ بیان کی، اس کے بعد اس عصر کے عظیم مسند علامہ یاسین الفادانی کا تذکرہ کیا، اور ان سے اجازت نہ حاصل کرنے پر اپنے افسوس کا اظہار کیا، جب کہ آپ کے شاگردوں کو علامہ فادانی سے اجازت حاصل ہے، بعد میں آپ نے فادانی کے شاگرد سے مسلسل بالاولیۃ سنی اور اجازت لی، فادانی کی سند بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ ”السماع رزق“۔

آپ نے علامہ فادانی کے شاگرد سے اجازت حاصل کی

عام طور سے برصغیر کے علماء ومشائخ علامہ فادانی اور عالم عرب کے دیگر مسندین سے ناواقف ہیں، استعجاب ہوا کہ آپ کو فادانی سے اچھی واقفیت ہے اور اس سے زیادہ آپ کی تواضع کے گہرے نقوش ذہن پر ثبت ہوگئے کہ آپ نے روایۃ الاکابر عن الاصاغر کی سنت کا احیاء کرتے ہوئے فادانی کے ایک شاگرد سے اجازت حاصل کی، اس واقعہ نے آپ کی عظمت کا یہ اہم وصف نمایاں کردیا اور آپ کو محدثین کے مشہور قول ”لا ینبل

الرجل حتى ياخذ عمن هو فوقه، وعمن هو مثله وعمن هو دونه" کا مصداق پایا، اگر فادانی زندہ ہوتے تو فادانی کے لئے فخر کی بات ہوتی کہ آپ ان سے اجازت لیں، جو لوگ فادانی سے واقف ہیں وہ گواہی دیں گے کہ علم وفضل میں اور خاص طور سے علم حدیث پر کاملانہ قدرت میں آپ فادانی اور فادانی کے شیوخ سے بدرجہا فائق تھے۔

آپ نے مولانا احمد علی لاجپوری سے اجازت حاصل کی

آپ کی تواضع کی ایک دوسری مثال اس وقت سامنے آئی جب کہ چند سالوں پہلے آپ نے لیسٹر جاکر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاجپوری سورتی سے اجازت حاصل کی، آپ کے اس طرز عمل میں عبرت ہے، ان بہت سے علماء کے لئے جو نازل اسانید پر قانع ہیں، اور اپنے سے اعلی اسانید کے حامل علماء ومشائخ سے استفادہ کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں، حالانکہ حدیث سے اشتغال رکھنے والے متقدمین ومتاخرین کا اتفاق ہے: "النزول شؤم"۔

حضرت شیخ کا درس حدیث اور راقم کے تأثرات

اس کے بعد آپ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کے متعلق عالمانہ اور محققانہ درس دیا، تقریر کی سلاست وروانی اور فصاحت وبلاغت "كأن حديثها سكر الشراب" کا عکس تھی، اس درس کے خاتمہ پر آپ کے متعلق جو تأثرات ذہن میں قائم ہوئے وہ ذیل میں پیش ہیں:

(۱) آپ فن حدیث کے ماہر اور متبحر عالم تھے، عالمانہ شان آپ پر غالب تھی، اور یہی اسلاف کی عظیم خصوصیت تھی کہ ورع وتقوی اور زہد وصلاح میں کمال کے باوجود علم وتحقیق کے شرائط وآداب کے التزام میں کبھی کمی نہیں آنے دی، ہر بات مدلل پیش کرتے تھے اور اخبار واحادیث میں صحت وتدقیق کا پورا پاس ولحاظ رکھتے تھے، خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نے بحث و تحقیق کی کن کن باریکیوں کی رعایت کی ہے، جن کی تہ تک پہنچنا ہم نا اہلوں کے بس کی بات نہیں، بعض دوسرے حضرات کے یہاں بھی ختم بخاری کی مجالس میں شرکت کا اتفاق ہوا ہے؛ لیکن سخت مایوسی ہوئی، غیر مستند قصے، منکر و موضوع روایات اور خوابوں کا انبار، اصح الکتب کے درس میں ہماری علمی سطحیت کس طرح بے نقاب ہوتی ہے، اس سے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔

(۲) آپ تصوف میں بھی عظیم مقام پر فائز تھے، صوفیاء کے طرق و سلاسل اور مناہج و اوراد سے کامل واقفیت رکھتے تھے، اور دو عظیم شیوخ حضرت مولانا اسعد اللہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہما اللہ سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی؛ لیکن عام مشائخ کے برعکس تصوف کی شطحات و خرافات سے کافی دور تھے، بلکہ ان پر نکیر کرنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے، آپ کے درس سے ہر ایک کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی نگاہ میں علم صحیح تصوف کے مقامات سے کس قدر اعلیٰ و ارفع ہے، حال ہی میں آپ کے مایہ ناز شاگرد فخر برطانیہ مفتی شبیر احمد صاحب نے ایک گفتگو کے دوران یہ قصہ سنایا کہ سہارنپور کے ایک سفر کے دوران کسی نے میرا تعارف کرایا کہ یہ فلاں شیخ کے خلیفہ ہیں، میں نے ان صاحب سے عرض کیا کہ آپ کو یہ بات یاد رہی اور یہ بھول گئے کہ میں تیس سالوں سے حدیث شریف پڑھا رہا ہوں، سخت افسوس ہوا کہ علم کی قدر و قیمت دلوں سے نکل گئی، اس موقعہ پر استاد محترم حضرت مولانا سید سلمان الحسینی ندوی مدظلہ کی ایک بات یاد آ گئی، آپ کو بھی تصوف میں اپنے والد صاحب اور حضرت شاہ نفیس صاحبؒ سے اجازت و خلافت حاصل ہے، ایک بار فرمایا کہ ایک عالم جو کسی مدرسہ میں طلب علم کے لئے پانچ چھ سال گزارتا ہے، اس سے بدرجہا بہتر ہے جسے کسی شیخ سے تصوف میں اجازت و خلافت حاصل ہو گئی ہو۔ (۳)

---

(۳) یہاں صحیح تصوف پر تنقید مقصود نہیں، ہندوستان میں جس تصوف کے مولانا گنگوہی اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہما امین و داعی تھے وہ تصوف علم و فقہ کا تابع اور ربانیت کا مرادف، تنقید اس تصوف پر ہے جو علم سے بے نیاز و بیزار ہے اور جس میں سنت کے مقابلہ میں مختلف قسم کی روایات اور تقالید کا زیادہ احترام ہے۔

(۳) اس درس کے دوران ایک اہم بات یہ واضح ہوئی کہ آپ ’’صحیح بخاری‘‘ امام بخاری کی تصنیف کی حیثیت سے پڑھاتے تھے، آپ اس کی کوشش کرتے تھے کہ بخاری شریف کے ہر ترجمہ باب، حدیث اور بحث سے خود امام بخاری کا مقصود کیا ہے؟ اسے سمجھا جائے، حسن ترتیب اور متابعات وغیرہ میں امام بخاری نے کیا رعایتیں رکھی ہیں، اور جب امام بخاری کسی حدیث کی دوسری سند ذکر کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد کیا ہوتا ہے، عام طور سے مدارس میں بخاری شریف کی خصوصیات نظر انداز کر کے سارا زور متن، ترجمہ، باب اور امام بخاری کے فقہی مسلک کی تردید پر صرف ہوتا ہے، نتیجہ یہ کہ طلبہ اس عظیم کتاب کی خصوصیات اور خوبیوں سے نا آشنا رہتے ہیں، اور انہیں اس معیار بحث و تحقیق کا بالکل اندازہ نہیں ہوتا جو امام بخاری کے عہد کا طرہ امتیاز ہے اور دنیا آج بھی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(۴) اس درس سے اندازہ ہوا اور آپ کی تقریرات بخاری سے بھی اس کی تائید ملی کہ بخاری فہمی میں آپ کسی کے مقلد نہیں بلکہ آپ کا محققانہ ذہن ہر موقع پر مناسب سوال پیدا کرتا ہے، پھر ممکنہ مراجع میں اس کا حل تلاش کرتے تھے، بسا اوقات عام مراجع سے آپ کی تشفی نہیں ہوتی، اور آپ تلاش و جستجو میں لگے رہتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالی کی مدد سے صحیح جواب کی طرف آپ کی رہنمائی ہوتی تھی، اور کبھی کبھی ایک اشکال کو حل کرنے میں کئی سال لگ جاتے تھے، اس درس میں بھی آپ نے ایک اشکال پیش کیا، اور عام شراح حدیث نے جو جوابات دیئے ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے وضاحت کی کہ یہ جوابات تشفی بخش نہیں، پھر آپ نے تذکرہ کیا کہ گزشتہ سال اس کا ایک جواب آپ کے ذہن میں آیا، جس کا حاضرین کے سامنے آپ نے ذکر کیا۔

(۵) آپ کے درس کی ایک اہم خصوصیت یہ نظر آئی کہ آپ مسلک و فکر کے تعصب سے پاک تھے، دلیل کی پیروی کرتے ہیں، اور یہی ایک سچے محقق کی شناخت ہے۔

اس درس سے آکسفورڈ اس حال میں لوٹا کہ دل آپ کی محبت وعقیدت سے لبریز تھا، اور ایک چھپی خواہش دل میں کروٹیں لے رہی تھی کہ کاش آپ سے بخاری شریف پڑھی ہوتی اور کاش کہ آپ کے کچھ دروس میں شرکت کا اور آپ سے براہ راست استفادہ کا موقع میسر آجائے۔

راقم نے آپ سے حدیث کی اجازت لی

الحمدللہ دو سال پہلے بخاری شریف کے ختم پر لندن آپ کی تشریف آوری ہوئی، آپ کی مجلس میں شرکت کی اور آپ کے قریب بیٹھنے اور براہ راست گفتگو کرنے اور استفادہ کا موقع ملا، آپ جیسے صاحب علم وفضل اور بلند پایہ محدث کے ساتھ قرب کے یہ لمحات اس عاجز کے لئے سرمایہ عزت وافتخار تھے، آپ کے سامنے "الیانع الجنی" کے کچھ صفحات پڑھے اور آپ سے حدیث کی اجازت عامہ حاصل کی، اس مجلس میں آپ کی گفتگو کا انداز حسب معمول عالمانہ ومحققانہ تھا، دوران گفتگو حافظ عبدالحیٰ الکتانی کی فہرس الفہارس کا تذکرہ آیا، اس عاجز نے جرأت سے کام لیتے ہوئے بعض باتوں کا اس طرح تذکرہ کیا کہ گویا آپ نے وہ کتاب دیکھی نہیں؛ لیکن فوراً احساس ہوگیا کہ آپ عبدالحیٰ الکتانی سے خوب واقف ہیں، اپنی جرأت پر بے انتہا شرمندگی اور ندامت ہوئی۔

حضرت شیخ علامہ شبلی کے مداح تھے

اس دوران علامہ شبلی نعمانی کا تذکرہ آیا اور آپ نے علامہ کی تحقیقات اور انشاء پردازی کی دل کھول کر داد دی، شبلی کے متعلق عام طور سے علماء ومشائخ کے حلقوں اور مدارس میں تنگ نظری کی حد تک غلط فہمی پائی جاتی ہے، شبلی کا نام ان دیندار مجلسوں کے لئے اجنبی ہے، حیرت اور خوشی ہوئی کہ آپ جو کہ ہندوستان کی ایک عظیم درسگاہ کے شیخ الحدیث

تھے، علامہ شبلی کی قدر دانی اور مقام شناسی میں شبلی کے کسی مداح سے بھی کم نہیں، آپ کے بارے میں عدم تعصب کا جو تأثر تھا، اس گفتگو سے اسے مزید تقویت ملی:

رکھتے ہیں عاشقان حسن سخن
لکھنؤی سے نہ دہلوی سے غرض

آپ کی تصنیف دیکھ کر آپکی علمی عظمت کا سکہ دل پر جم گیا

گذشتہ سال مشفق مکرم مفتی شبیر احمد صاحب کے مکان پر آپ کے بعض افادات دیکھنے کا موقع ملا اور مفتی صاحب نے ''الیواقیت الغالیۃ'' کی پہلی جلد کا ایک نسخہ بھی ہدیہ کیا، یہ احادیث نبویہ کے متعلق آپ کی عالمانہ اور محققانہ تحریروں کا مجموعہ ہے، جسے آپ کے شاگرد جلیل عالم صالح شیخنا المجیز مولانا محمد ایوب سورتی مدظلہ العالی نے بڑے اہتمام سے شائع فرمایا ہے، بڑے ذوق وشوق سے پوری کتاب پڑھی، کتاب کی ہر سطر نئی معلوم ہوتی تھی، کتاب پڑھنے سے آپ کی علمی عظمت کا سکہ دل پر جم گیا، وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اس عہد میں جب کہ علمی پستی کا ہر طرف رونا رویا جارہا ہے، کوئی ایسی کتاب تصنیف ہوسکتی ہے، جو امام ابوالحجاج المزی، امام شمس الدین الذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی یاد تازہ کردے، کتاب کی دوسری جلد بھی آگئی ہے، اس کے مضامین بھی پہلی جلد کی طرح محدثانہ تحقیقات کا نمونہ ہیں، عصر حاضر میں ایسی نادر علمی تحقیقات کسی اعجوبہ سے کم نہیں، آخری عہد کے جن علماء کی محدثانہ تحقیقات نے علمی حلقوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا، وہ علامہ عبدالحئی فرنگی محلی، مولانا انور شاہ کشمیری، اور علامہ محمد زاہد الکوثری ہیں اور انصاف یہ ہے کہ محدثانہ اصول کی روشنی میں استاد محترم کے علمی جوابات بسا اوقات ان حضرات کی تحریروں سے فائق ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سمندروں کو کھنگال گئے ہیں، اس پر مزید یہ کہ انصاف واعتدال اور توازن کا دامن کہیں ہاتھ سے نہیں چھوٹتا، ان گراں قیمت

تحقیقات کے چند نمونے ہدیہ ناظرین ہیں۔

آپ کی تحقیقات کے چند نمونے

سنن ترمذی کے باب مفتاح الصلاۃ الطہور کی سند میں سفیان سے سفیان ثوری مراد ہیں یا سفیان ابن عیینہ؟ اس سلسلہ میں مختلف شارحین کے اقوال کی مدلل تردید کرنے کے بعد پوری تفصیل سے واضح کیا کہ اس سند میں صرف سفیان ثوری مراد ہیں، ان تصریحات کے بعد ابن عیینہ ہونے کا احتمال ہباءً منثورا ہوگیا، اور حق صراحتاً ثابت ہوگیا: "ولا ینکرہ من کان الحدیث النبوی فنه"۔

آپ کے استاذ حضرت شیخ الحدیث نے استفساراً آپ کے پاس لکھا: "الابواب والتراجم" ٹائپ والی کے صفحہ ۳۲/ پر "سترۃ الامام سترۃ لمن خلفہ" کے متعلق یہ لکھا ہے: "للاوسط بضعف" یہ عبارت میری تو نہیں ہوسکتی، کہیں سے نقل کی ہے، فتح الباری قسطلانی میں تلاش کرلی، کہیں یہ عبارت نہیں ملی، آپ کے ذہن میں ہو یا علم میں تو تحریر فرمادیں، آپ نے جواب دیا "بظاہر یہ عبارت جمع الفوائد کی ہے، اس کے بعد کتب خانہ سے جمع الفوائد منگواکر دیکھی تو خیال ٹھیک تھا" ولفظہ (صفحہ ۸۶) انس رفعہ: سترۃ الامام سترۃ من خلفہ، للاوسط بضعف"۔

صلاۃ الاوابین کی محدثانہ وعالمانہ تحقیق کے آخر میں فرماتے ہیں: ہمارے فقہاء نے عامۃً اوابین کے مصداق میں "رکعات ستہ بعد المغرب" ہی کا ذکر فرمایا ہے، مگر روایات کے پیش نظر صلاۃ الضحیٰ کا اوابین ہونا راجح معلوم ہوتا ہے، مگر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ساری ہی نمازیں صلاۃ الاوبین کا مصداق ہوں۔

ایک سوال کہ جن صحابی سے ملاقات سے کیا کوئی تابعی شمار ہوسکتا ہے، کے جواب میں دلائل ذکر کرنے کے بعد اور یہ واضح کرنے کے بعد کہ جنات بکثرت دروغ گوئی کرتے

ہیں اور ہمارے پاس ان کے صدق وکذب کا کوئی قطعی قرینہ نہیں، فرماتے ہیں ”لیکن قرن صحابہ گزر جانے کے بعد کسی جن صحابی کے دیکھنے سے برتقدیر صحت میری ناقص رائے میں تابعیت کا شرف حاصل نہ ہوگا“۔

تہذیب التہذیب سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زہری کا عروہ بن زبیر سے سماع نہیں -کے جواب میں سیر حاصل محد ثانہ گفتگو سے ثابت کیا کہ زہری عروہ بن زبیر کے مخصوص شاگردوں میں سے ہیں، مزید یہ ہے کہ تہذیب التہذیب میں سقوط واقع ہوا ہے، اصل عبارت کی تقریباً نصف سطر چھوٹ گئی اور ”ولکن لایثبت لہ السماع من عروۃ“ سے یہ سمجھ میں آنے لگا کہ زہری کے عروہ سے سننے کا حافظ انکار کرتے ہیں، حالانکہ اصل ماخذ جہاں سے حافظ نے یہ کلام لیا ہے، یعنی ”کتاب المراسیل لابن ابی حاتم“ اس کے الفاظ یوں ہیں:

”الزهری لم یسمع من ابان شیئا لا انه لم یدرکه، قد ادرکه وادرك من هو اکبر منه، لکن لایثبت له السماع منه، کما ان حبیب بن ابی ثابت لایثبت له السماع من عروة بن الزبیر، وان کان قد سمع ممن هو اکبرمنه“۔

الیواقیت کی دوسری جلد میں حافظ ابن حجر کے بعض مسامحات جو فتح الباری وغیرہ میں ہیں ان کا بڑے مدللانہ انداز سے تذکرہ کیا ہے۔

اب چند سطریں آپ کی تقریرات بخاری کے متعلق عرض ہیں، اردو میں بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث پر متعدد شروح وتقاریر شائع ہوچکی ہیں، جن کو دیکھ کر سخت مایوسی ہوتی ہے، نہ کوئی تحقیق اور نہ کسی مسئلہ پر عالمانہ ومحدثانہ کلام، صرف کہنہ وبوسیدہ مباحث کی تکرار اور ناقابل معافی غلطیوں کی بھرمار، حیرت ہوتی ہے کہ ان چیزوں کی اشاعت سے کون سی خدمت مقصود ہے؟ ”جاء شاعر إلی بشار بن برد، فانشده شعراً ضعیفاً، وقال له کیف تراه؟ فقال له: احسنت إذا أخرجته من صدرك لو ترکته لأورثك الفالج“۔

بخاری شریف پڑھانے کیلئے فتح الباری ہی بنیادی مرجع ہے

اس میں شک نہیں کہ بخاری شریف کی شرح کا جو قرض اس امت پر صدیوں سے چلا آ رہا تھا، اس قرض کی ادائیگی کی سنجیدہ علمی کوشش حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کی، حافظ ابن حجر کی حدیث کے مختلف مجموعوں اور خاص طور سے اجزائے حدیث پر جو نظر تھی اس کی نظیر بہت کم ہے، بخاری شریف کی شرح میں ان سے خصوصی فائدہ اٹھایا، بخاری شریف کی اسانید ومتون پر اعتراضات کا علمی جواب دیا اور امام بخاری کی منشا کو واضح کرنے میں پوری جدوجہد صرف کی اور ایک ایسی شرح تصنیف کی کہ آج تک اصول ستہ میں سے کسی کتاب کی ایسی شرح وجود میں نہیں آئی اور فتح الباری کے لئے یہ حدیث ضرب المثل بن گئی ”لاہجرۃ بعد الفتح“ یعنی فتح الباری کی تصنیف کے بعد سفر کی ضرورت نہیں رہی، اور یہ صحیح ہے کہ اس کے بعد اب تک بخاری شریف کی کوئی دوسری شرح اس پایہ کی نہیں آئی، عام طور سے بخاری شریف کے پڑھانے کیلئے فتح الباری ہی بنیادی مرجع رہی ہے، بلکہ بخاری شریف کو روایت ودرایت کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر پڑھانے کا رواج کم رہا، زیادہ تر سماع، یا سماع کے ساتھ مختصر تشریح پر اکتفا کیا جاتا رہا ہے۔

علم حدیث کے متعلق برصغیر میں کن حضرات کے کارنامے ہیں؟

علم حدیث کے متعلق برصغیر میں جن حضرات کے خصوصی کارنامے ہیں، ان میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سرفہرست ہیں، آپ نے علم حدیث کو ہندوستان میں عام کیا اور حدیث کے معانی واسرار ونکات کے بیان میں آپ نے حجۃ اللہ البالغہ جیسی بے نظیر اور گراں مایہ کتاب تصنیف کی، اس کے بعد آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز دہلوی نے حدیث کے حلقہ درس کو مزید وسیع کیا، آپ کے جانشین شاہ محمد اسحٰق دہلوی نے کتب حدیث کی تدریس میں فقیہانہ ومحدثانہ خصوصیات کی جامعیت کا حق ادا کیا، آپ کے سب

سے زیادہ نمایاں شاگرد شاہ عبدالغنی محدث دہلوی تھے، آپ کا فیض عرب وعجم میں عام ہوا، سنت سے محبت اور بدعات سے نفرت میں آپ مجددی خاندان کے صحیح وارث تھے اور یہ ذوق آپ سے ہندوستان کے دو عظیم اماموں مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ علیہما میں منتقل ہوا۔

ہندوستان میں صحاح ستہ کی تعلیم کا رواج دینا حضرت گنگوہی کا کارنامہ ہے

سچ یہ ہے کہ صحاح ستہ کی تعلیم کو پورے ہندوستان میں رواج دینے کا سہرا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے سر ہے، آپ کی ذات عابد وذاکر اور زاہد مرتاض ہونے کے علاوہ فقہ وحدیث کے میدان میں یکتا ولاثانی تھی، آپ کو سنت سے جو محبت اور بدعات سے جو نفرت تھی اس کی نظیر صدیوں میں نہیں ملے گی، اس امت میں مجددین کی فہرست کافی طویل ہے، لیکن ان میں حضرت سعید بن مسیب، سفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل اور ابن تیمیہ خاص شان کے مالک ہیں، مولانا رشید احمد گنگوہی پر اصلاح وتجدید کی اس جماعت کا رنگ غالب ہے، اس حیثیت سے ہندوستان کی تاریخ اصلاح وتجدید میں مولانا گنگوہی کا کوئی ہمسر نہیں۔

مولانا گنگوہی کے بعد جن علماء کے حصہ میں حدیث کی محققانہ خدمت آئی

آپ کے بعد حدیث کی محققانہ خدمت مولانا انور شاہ کشمیری کے حصہ میں آئی، اور فرنگی محل کے علماء میں حضرت مولانا عبدالحئی نے مختصر عمر میں حدیث وفقہ کی جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، اشخاص تو اشخاص عام ادارے بھی ان کی مثال پیش کرنے سے

عاجز ہیں، مذکورہ بالا حضرات کی علمی خدمات مسلم اور ان میں سے ہر ایک کی زندگی اور کارناموں پر متعدد جلدیں لکھی جاسکتی ہیں۔

لیکن حضرت شیخ کے علاوہ کسی کے یہاں جامعیت نہیں

لیکن شاید صحیح بخاری کے حوالہ سے ان حضرات کی تحقیقات کا وہ امتیازی مقام نہیں، بخاری شریف کو اس طرح پڑھانا کہ امام بخاری کے مقصد ومنشاء کی پوری ترجمانی ہو، بخاری کی سندوں کی خصوصیات اور متابعات کے فوائد، حدیث سے مسائل کے استنباط اور کتاب کے نکات ودقائق کی تہ تک پہنچنے اور ائمہ کے اختلاف ومذاہب اور ان کے دلائل ومآخذ کو بیان کرنے کی غیر جانبدارانہ کوشش ہو، یہ چیز جس طرح استاد محترم کے حصہ میں آئی کسی کے یہاں اس جامعیت سے میسر نہیں، سنت کی محبت، بدعات سے نفرت اور تحقیق وعدم عصبیت میں آپ کو بے انتہا مشابہت ہے مولانا گنگوہی سے اور محدثانہ تحقیقات میں آپ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی اور مولانا انور شاہ کشمیری سے قریب تر اور مجموعی طور پر خاص بخاری فہمی میں ان سب سے فائق۔ (۴)

---

(۴) آپ کی بخاری فہمی کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ آپ کے اساتذہ اور کبار علماء آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، ایک مثال پیش کی جاتی ہے: آپ کے استاذ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی نے آپ کے پاس سوال بھیجا کہ بخاری شریف صفحہ ۱۰۸۰/ "باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم" اور "باب الاقتداء بافعال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" میں عموم وخصوص مطلق کے علاوہ کوئی اچھا فرق کرسکو تو اچھا، تاکہ دونوں ابواب کی غرض واضح ہوجائے، اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا: قال العبد الضعیف "الفرق بین البابین من اربعۃ اوجہ" ذیل میں پہلی وجہ دی جاتی ہے، تفصیل اصل کتاب میں دیکھ لی جائے۔

الاول: ان الظاهر من الاحاديث المذكورة فى باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ان المراد بالسنة السنن التى سنها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لامته تشريعاً على اصنافها المتنوعة من فرض او واجب أو سنة أو غير ذلك والمراد من باب الاقتداء بأفعال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم الاقتداء بأفعاله التى لم تكن على وجه التشريع، ولايكون هناك دليل على كونها مخصوصة بالنبى صلى اللّٰه عليه وسلم"۔ (الیواقیت جلد ا/صفحہ ۱۶۸)

جن مشکل مقامات سے شراح حدیث سرسری گزر جاتے ہیں حضرت شیخ ان کی مکمل تحقیق کرتے ہیں

جیسا کہ پہلے آچکا ہے، حافظ ابن حجر کی حدیث کے مجموعوں خاص طور سے اجزائے حدیث پر جو نگاہ ہے اس میں ان کا کوئی ہمسر نہیں؛ لیکن حافظ ابن حجر کو بخاری شریف کی محققانہ تدریس کا وہ موقع نہیں ملا جو موقع استاذ محترم کو ملا، آپ نے چالیس سال سے زیادہ عرصہ سے بخاری شریف کو پوری تحقیق اور روایت ودرایت کے اصول کی روشنی میں پڑھایا جن حضرات نے بنظر غائر فتح الباری کا مطالعہ کیا ہے وہ اتفاق کریں گے کہ ابن حجر بخاری شریف کے بعض مشکل مقامات سے سرسری طور پر گزر گئے ہیں، بعض جگہوں پر صرف نقول جمع کرنے پر اکتفا کیا ہے اور بعض جگہوں پر ان کے ذہن میں کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوا، استاذ محترم نہ کسی کے مقلد جامد ہیں اور نہ کسی مقام سے سرسری طور پر گزرنے کے عادی، ابن حجر کی قدر دانی کے باوجود ان کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں، جن مقامات سے ابن حجر اور دوسرے شراح حدیث سرسری طور پر گزر گئے ہیں یا جن کو نظر انداز کر دیا ہے انکی مکمل تحقیق کرتے ہیں۔

یونس نکتہ داں سے کیا نسبت

حافظ ابن حجر کے بعد بخاری شریف کے مقاصد کی تشریح میں اس پایہ کی کامیاب کوشش اتنی صدیاں گزر جانے کے بعد استاذ محترم کے حصہ میں آئی، اور یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ ''لاہجرۃ بعد الفتح'' کا مقولہ کل تک فتح الباری کے لئے بالکل سچ تھا، لیکن اب نہیں: ؎

اس کو اگلوں پہ کیوں نہ دیں ترجیح
اہل انصاف غور فرمائیں

ہم نے سب کا کلام دیکھا ہے
ہے ادب شرط منہ نہ کھلوائیں
یونس نکتہ داں سے کیا نسبت
خاک کو آسمان سے کیا نسبت

ضرورت ہے کہ حدیث سے اشتغال رکھنے والے علماء اور طلباء مظاہر علوم سہارنپور کا سفر کریں، اور جو حضرات اس سفر پر قادر نہیں وہ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی تقریرات بخاری سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، خاص طور سے وہ اہل علم حضرات جن کا صحیح بخاری سے برسوں سے اشتغال ہے، ان کے لئے شیخ الحدیث کی یہ مبسوط تقریرات بہت مفید ثابت ہوں گی اور وہی ان کی قدر کر سکتے ہیں:

حیف پر جاں سخن کر بہ سخن داں نہ رسد

حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ ☆

حضرت مولانا محمد یونس صاحب کا انتقال پرملال

سراپا شفقت اور مجسم انکسار، دعاؤں کا مخزن، محدث جلیل، استاد العلماء حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶؍شوال المکرم ۱۴۳۸ ہجری مطابق ۱۱؍جولائی ۲۰۱۷ء بروز منگل صبح ساڑھے آٹھ بجے انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ہم مجلس عرفانی سے محروم ہو گئے

اب ہم آئندہ کبھی ان کی مجلس عرفانی اور صحبت روحانی میں حاضر خدمت نہیں ہوسکیں گے، کیا بتاؤں اور کیسے بتایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کے انتقال کے بعد دنیا پر کیا گزری، دل پر کیا گزری، اہل دل پر کیا گزری، صالحین امت پر کیا گزری، جب حضرت شیخ پر اجل مسمیٰ اور تقدیر کا فیصلہ غالب آ گیا، اس وقت کی آپ بیتی جگ بیتی، اس وقت کا نقشہ وکیفیت، اس وقت کی بے چینی واضطراب اور حزن وملال کی دلگداز کیفیتیں کیسے بیان کی جاسکتی ہیں، یہ کوئی تحریر کی بات تو نہیں، تقریر کی بات بھی نہیں، یہ دلوں کی کیفیت ہے، حروف ونقوش سے بظاہر کوئی قلمی تصویر بن بھی جائے تو اس میں کیف وسرور کی مستی، عشق ومحبت کا ولولہ، خلوص وللّٰہیت اور واقعیت کی روح کون ڈال سکے گا اور کسے تاب ہے کہ وہ اس کی جرأت بھی کرسکے: ؎

☆ حضرت مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری رکن مجلس ادارت ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفرآباد۔

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش راچساں خواہد کشید

عمر گزری ہے تیرے دبار میں آتے ہوئے

حضرت شیخ کے متوسلین و متعلقین ملاقات کے لئے آتے اور شرف دید سے مشرف ہوتے تھے، مرادوں کی جھولیاں بھرتے ، دعاؤں کے تحائف وصول کرتے ،قلب میں نور ایمانی کی بہاریں اور شوق ومحبت کا گلزار لیکر پھر آئندہ کے اشتیاق دید سے معمور اور بامید ملاقات رخصت ہوجاتے تھے، رخصت اور شوق وصال کی یہ کیفیتیں تحریر والفاظ کی تنگ دامنیوں میں کب ڈھالی جاسکتی ہے: ؎

دل پہ گزری جو واردات نہ پوچھ
ان کی نظروں کی کوئی بات نہ پوچھ

عمر گزری ہے تیرے دربار میں آتے ہوئے
گڑگڑاتے ، مانگتے اور ہاتھ پھیلاتے ہوئے

عصر حاضر میں بخاری شریف کو
حضرت شیخ یونس سے زیادہ جاننے والا شاید کوئی ہو

دوسری صدی کے امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ کی ''الجامع الصحیح'' کو عصر حاضر میں پندرہویں صدی کے رئیس المحدثین فی الحدیث حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ سے زیادہ جاننے والا شاید ہی کوئی ہو، نابغۂ روزگار شخصیات کی مقبولیت ومحبوبیت کا اصل انداز ان کے جنازوں سے ہوتا ہے، حضرت امام احمد بن حنبلؒ (جن کی مسند کو حضرت شیخ نے ایک لفظ کی تلاش میں چار بار پڑھا تھا) نے فرمایا تھا کہ

ہمارے اوران کے درمیان جنازے فیصلہ کریں گے، آج جب حضرت شیخ جونپوریؒ کا جنازہ اٹھاتو دنیانے دیکھا کہ اہل علم کی قدر کسے کہتے ہیں، دلوں کے یہ بادشاہ اپنی وفات کے بعد بھی عظمت کی بلندیوں پر فائز رہتے ہیں، دربار ان کے بھی سجتے ہیں، مگر امراء وزراء کیلئے نہیں؛ بلکہ ان کے دربار میں وہ بوریہ نشین شہزادے حاضر باش رہتے ہیں، جن کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے اپنی زندگی کو منور کرلینا ہی مقصود ہوتا ہے، اوراس کے لئے وہ سادگی سے مرصع دربار میں مسند نشین شیخ کے اردگرد گھنٹوں بیٹھے اس میراث پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔

مولانا محمد یونس صاحبؒ کا محبت الٰہی میں استغراق

حضرت مولانا محمد یونس صاحب نے گوشہ نشینی اختیار فرمائی تھی، حجرہ، مسجد اور دارالحدیث ہی تک ان کی گردش رہتی تھی اوراہل دنیا سے منہ موڑ کر تلاوت کلام اللہ شریف اوراحادیث مبارکہ اوردینی کتب کے مطالعہ اورمحبت الٰہی میں مستغرق رہتے تھے، محبت الٰہی جب ماورائے جسم وجان ہوجائے تو ولایت بن جاتی ہے، ذکر الٰہی جب سانس کی دھڑکن میں شامل ہوجائے تو کلام میں الہام کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور کلام میں الہام کی لطافت اورزبان کی خوشبو سے حضرت شیخ الحدیث کی تصویر ولی کامل اورقطب کی صورت میں ابھرتی ہے۔

حضرت کا غیر معمولی قوت حافظہ

حضرت کواللہ تعالی نے دیگر خصوصیات کے ساتھ غیر معمولی قوت حافظہ سے بھی نوازا تھا، جس کا مشاہدہ آپ کے درس بخاری میں ہوتا تھا، آپ کا درس تین چار گھنٹہ جاری رہتا تھا، اس کے باوجود نہایت تسلسل کے ساتھ مفصل کلام فرماتے تھے کبھی بھولنے کا نام نہ تھا۔

خصوصیات درس

حضرت کو قدرت نے زبان کی سلاست اور فصاحت سے بھرپور حصہ عطا کیا تھا، تقریر نہایت سلیس، مربوط، مرتب اور مسلسل ہوتی تھی، متعلقہ مسئلہ کے تمام گوشوں پر اس طرح روشنی ڈالتے کہ تمام اشکالات دور ہوجاتے، بخاری شریف کے ابواب کا آپس میں تناسب اور ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت اس وضاحت کے ساتھ فرماتے کہ وہ حضرت کے درس کی خصوصیت محسوس ہوتی۔

شیخ یونس صاحب مسندِ درس حدیث پر نصف صدی فائز رہے

الحمدللہ! ویسے تو ہر صدی میں حدیث شریف اور علوم حدیث شریف کے شناور اصحاب الجرح والتعدیل اور محقق علماء محدثین موجود رہے اور نہ صرف عرب اور اسلامی ممالک میں بلکہ عجم و ہند میں ایسے علماء کثیر تعداد میں موجود رہے ہیں، جنہوں نے علم حدیث میں غواصی اور تیراکی کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا، ماضی قریب میں امام العصر علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور ان کے بعض تلامذہ، اسی طرح مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی اسی شان کے محدثین میں سے تھے، عہد حاضر میں حضرت علامہ مولانا محمد یونس صاحب جونپوری اسی سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایشیاء کے عظیم الشان ادارہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی مسند درس حدیث شریف پر تقریباً نصف صدی فائز رہے اور ہزاروں تشنگان علم و معرفت کی پیاس بجھاتے رہے۔

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب
اور حضرت شیخ زکریا صاحب سے اجازت وخلافت

ریحانۃ المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ نے اپنی حیات

مبارکہ میں ہی آپ پر اعتماد فرما کر بخاری شریف کی تدریس کی خدمت آپ کے سپرد فرمادی تھی، پھر کچھ دن کے بعد بیعت وارشاد کی بھی اجازت مرحمت فرمادی، اگر چہ اس سے قبل ہی آپ کو مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور نے خلعت خلافت سے نواز دیا تھا۔

مرجعیت کا مقام

تمام علوم وفنون میں آپ کو مرجعیت کا مقام حاصل تھا، خصوصاً علم حدیث شریف میں تو آپ ہندوستان وایشیاء میں نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں اس وقت کے پیشوا کا درجہ رکھتے تھے، گوشہ نشینی، تواضع وسادگی، تقوی وطہارت، صبر وقناعت، توکل، رضائے الٰہی، انابت الی اللہ جیسی عظیم صفات کی آپ جامع اور مکمل تصویر تھے، مخلوق خدا کو اپنی ذات ستودہ صفات سے بیحد فائدہ حاصل ہو رہا تھا مگر: ”اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ“ نے فائدوں کے دروازے بند کر دئے: ؎

ستارے ٹوٹتے رہتے ہیں شب وروز
غضب تو اب ہوا جو آفتاب ٹوٹا ہے

بالآخر آپ زندگی کی ہجری اعتبار سے ۸۳/ اور عیسوی اعتبار سے ۸۰/ بہاریں گزار کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے، بیشک موت وفنا تو اس نامور خادم کے نام ور آقا کے لئے بھی مقدر کر دی گئی تھی: ”وَمَا محمد اِلَّا رسول اللّٰہ قد خلت من قبلہ الرسل“ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بس ایک رسول ہی ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں، یہ ایک آیت امت کی تسلی اور تعزیت کے لئے کافی ہے: ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد

حضرت شیخ یونس کی وفات
مظاہر علوم سہارنپور کا سب سے بڑا حادثہ☆

مظاہر علوم کے لئے روانگی

آج منگل کا دن ۱۷؍شوال سنہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱؍جولائی سنہ ۲۰۱۷ء ہے، صبح ہی سے مجھ پر اضطراب کی کیفیت طاری ہے کہ کس طرح ہم وقت پر مظاہر علوم پہنچ جائیں، آج شیخنا المکرّم اور اس عصر کے محدث اعظم کی زیارت کرنی ہے، مظاہر علوم کو بجا ہے کہ اپنے مایہ ناز شیخ الحدیث پر ناز کرے، اور اس مفخرہ علماء، یادگار سلف اور نادرہ روزگار پر فخر کرے:

مبارک منزلے کان خانہ را ماہے چنیں باشد
ہمایوں کشورے کان عرصہ را شاہے چنیں باشد

میرا خیال مظفر آباد سے سات بجے نکلنے کا تھا، لیکن ناشتہ اور ملاقاتوں کی وجہ سے کچھ تاخیر ہوگئی، مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی صاحب نے میری پریشانی دیکھ کر تسلی دی کہ ہر کام وقت پر ہوجائے گا، ہم لوگ تقریباً ۸؍بجے سہارنپور کے لئے روانہ ہوئے:

رگ رگ میں ایک برق خراماں لئے ہوئے
دل ہے ہوائے منزل جاناں لئے ہوئے

☆ مولانا محمد اکرم صاحب ندوی آکسفورڈ، یوکے

نوٹ: یہ مضمون مولانا اکرم صاحب ندوی نے اپنے ’’سفر نامہ ہند‘‘ میں لکھا تھا، جو ’’مغربی یوپی کا ایک یادگار سفر‘‘ میں بھی شائع ہوا، مولانا موصوف حضرت شیخ سے ملاقات کے لئے اسی روز صبح کے وقت مظاہر علوم پہنچے، جب حضرت شیخ کا انتقال ہوا، اس لئے یہ مضمون بہت اہم ہے، قارئین کے افادے کیلئے اس کتاب میں شائع کیا جارہا ہے۔

شیخ یونس صاحب سے ملاقات پر کیا کیا باتیں کرنی ہیں

راستہ میں سوچ رہا تھا کہ حضرت شیخ سے ملاقات پر ان سے کیا باتیں کرنی ہیں، انہیں عبداللہ التوم، احمد عاشور، محمد زیاد التکلۃ، محمد بن ناصر العجمی اور شیخ نظام یعقوبی وغیرہ کا سلام عرض کرنا ہے، اور حدیث کے متعلق کچھ سوالات کرنے ہیں، میں اس قسم کے خیالات میں گم تھا، اور میں اور میرے ساتھی مختلف موضوعات پر گفتگو میں محو تھے کہ گاڑی سہارنپور شہر میں داخل ہوگئی، جب ہم مظاہر علوم کے دار قدیم سے دار جدید کی طرف مڑے تو طلبہ واساتذہ کو سڑک کے کنارے اور صحن مدرسہ میں ایستادہ پایا، ماحول پر ایک سکوت طاری تھا، ایک عجیب وغریب سناٹے کا عالم تھا: ؎

ایک افسوں بدوش ظلمت میں ایک گہرے سکوت کا عالم
روئے خنداں نہ دیدہ گریاں جلوہ گل نہ رشحہ شبنم

شیخ یونس صاحب کا انتقال پر ملال

اس وقت تقریبا نو بجے تھے، میں نے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ لوگ کیوں کھڑے ہیں، تو کسی ساتھی نے جواب دیا کہ داخلہ کا زمانہ ہے، ابھی تعلیم شروع نہیں ہوئی ہے، اس لئے طلبہ ادھر ادھر ٹہل رہے ہیں، گاڑی دار جدید کے اندر گئی اور یہی منظر، بلکہ دیکھا کہ طلبہ دار جدید کی اوپر کی منزلوں اور چھتوں پر کھڑے گیٹ کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں، میرے ذہن میں آیا کہ شاید کوئی اہم شخصیت آنے والی ہے اور لوگ اس کا استقبال کر رہے ہیں، میں نے جلدی سے گاڑی سے اتر کر ایک طالبعلم سے ماجرا پوچھا، اس نے جو جواب دیا، اس کے لئے ہم تیار نہیں تھے، وہ خبر دلخراش ہم پر صاعقہ بن کر گری، اس نے کہا کہ حضرت شیخ یونس کا ابھی انتقال ہوا ہے، اور اسپتال سے ان کا جسد خاکی پہنچنے والا ہے، ہائے جس سے ملاقات کے لئے انگلینڈ سے سہارنپور کا سفر کیا تھا، ہائے ہم جس کی باتیں

سننے کیلئے یہاں آئے تھے وہ آواز ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ویران ہے میکدہ خم وساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

اپنے دوستوں کو شیخ یونس کے انتقال کی خبر دی

میں نے اپنے عرب دوستوں احمد عاشور وغیرہ اور انگلینڈ کے ساتھیوں کو اس حادثہ جانکاہ کی خبر کی، میرے ساتھی ڈاکٹر شاخ اور ان کے والد نے شیخ سے کبھی ملاقات نہیں کی تھی اور سہارنپور صرف شیخ سے ملنے کیلئے آئے ہوئے تھے، ان کی یہ تمنا ناتمام رہ گئی، اسی طرح اس سال جن طلبہ نے دورۂ حدیث میں داخلہ لیا تھا وہ اپنی آرزوؤں کی قربانی پر نوحہ کناں تھے: ؎

افسوس برآں دیدہ کہ روئے تو ندیدہ ست
یا دیدہ وبعد از تو بہ روئے نگریدہ ست

آنیوالی نسلیں تم پر ناز کریں گی ہم عصرو! جب یہ سنیں گی تم وہ ہو جس نے فراق کو دیکھا ہے۔

آہ! سہارنپور کی زینت گئی، اور درہ تاج مظاہر علوم رخصت ہوا، پورا مدرسہ دار الحزن، ماتم کدہ اور محفل نوحہ وغم میں تبدیل ہوگیا: ؎

شہر سارا بنا ہے بیت حزن
ایک یوسف نہیں جو کنعان میں

مظاہر علوم کا سب سے بڑا حادثہ

اس مدرسہ کی تاریخ میں یہ سب سے بڑا حادثہ تھا، اس کے پہلے شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور ان کے جانشین مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہما کا انتقال یہاں سے دور مدینہ منورہ میں ہوا تھا، اس سلسلۃ الذہب کی تیسری کڑی کا سانحہ ارتحال یہاں پیش

آیا، خبر آناً فاناً پورے شہر، بلکہ پورے ملک اور اکناف عالم میں پھیل گئی اور لوگ دور دور سے جوق در جوق یہاں پہنچنے لگے، ناظم مدرسہ مولانا سلمان صاحب دامت برکاتہم کے گرد انسانوں کا ہجوم تھا جو بڑھتا ہی جا رہا تھا، ہم نے ہمت کر کے جگہ بنائی، بڑی مشکل سے مولانا کے پاس پہنچے اور رسم تعزیت ادا کی: ؎

تیرے جانے سے گماں برہمی دہر کا تھا
تو گیا اور بپا دہر میں محشر نہ ہوا

پورے عالم اسلام میں شیخ کے برابر بخاری کا کوئی عالم نہیں تھا

آج بخاری شریف کا سب سے بڑا عالم رخصت ہوا، برصغیر بلکہ پورے عالم اسلام میں اس کے برابر بخاری کا کوئی عالم نہیں تھا، میں نے ہندوستان، پاکستان اور عالم عرب کے شیوخ کی مجالس حدیث میں شرکت کی ہے، اور جن کے دروس نہیں سنے، ان کی تحریریں دیکھی ہیں، کسی کو اس مرد نکتہ دان سے کیا نسبت، خاک کو آسمان سے کیا نسبت؟ میرے عرب دوست علمائے حدیث اس کی بخاری فہمی پر انگشت بدندان تھے، اس کی نکتہ سنجیاں اس کے علم وفہم اور گہرے تدبر وتفکر کا نتیجہ تھیں، اس نے صحیح بخاری پر کسی فقہی یا فکری مکتبہ فکر کے پیروکار کی حیثیت سے نگاہ نہیں ڈالی، وہ صحیح بخاری امام بخاری کی نگاہ سے پڑھنے کا عادی تھا، اس کتاب کے سب سے بڑے شارح حافظ ابن حجر عسقلانی بھی کبھی کبھی شافعی مسلک کی عینک پہنے نظر آتے ہیں؛ لیکن آج کا رخصت ہونے والا وہ عالم راسخ تھا جس نے حق صدق وامانت ادا کر دیا۔

شیخ یونس صاحب کئی محدثین کے علوم کا مجموعہ تھے

آج اس ذات نے عالم فانی کو خیر باد کہا، جس کی مجلسوں میں امام علی بن المدینی کی

علل فہمی کا تذکرہ ہوتا، جہاں رواۃ حدیث پر یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، ابو زرعہ الرازی اور ابو حاتم الرازی کے اقوال زیر بحث ہوتے، جو ابن تیمیہ، مزی، برزالی اور ذہبی کا عاشق تھا، جو ابن رجب، ابن عبد الہادی کے حوالے دیتا، جو ابن حجر کی آراء کا ناقدانہ تجزیہ کرتا، جس کی ہر مجلس میں نئی تحقیقات سننے کا موقع ملتا، جو متقدمین و متاخرین کی آراء سے واقف ہی نہیں بلکہ ان کے مالہ و ماعلیہ پر درجہ استناد رکھتا تھا، وہ حافظ حدیث تھا اور اپنے موضوع پر حجت۔

وہ مجلس سونی ہوگئی جس میں حدیث وتاریخ کی کتابوں کے تذکرے ہوتے تھے

وہ مجلس سونی ہوگئی، جس میں حدیث کی کتابوں کے تذکرے ہوتے، جہاں موطا اور اصول ستہ کے نام بار بار آتے، جہاں سنن دار قطنی، سنن بیہقی، مستدرک حاکم پر گفتگو ہوتی، جہاں تاریخ بخاری، تاریخ بغداد، تاریخ دمشق، تہذیب الکمال، تذکرۃ الحفاظ، سیر اعلام النبلاء، میزان الاعتدال اور تہذیب التہذیب زیر بحث آتیں، جہاں مقدمہ مسلم، علل الترمذی، المحدث الفاصل، معرفۃ علوم الحدیث، الکفایہ فی علم الروایۃ، الرحلۃ فی طلب الحدیث، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، الالماع، مقدمہ ابن الصلاح، التقیید والایضاح، نزہۃ النظر وغیرہ کی گتھیاں سلجھائی جاتیں۔

وہ صاحب نظر ہم میں نہ رہا

وہ صاحب نظر ہم میں نہ رہا، جو محدثین کے اصول اور سلف کے منہج کے مطابق تفصیل کے ساتھ صفات الٰہی کی تشریح کرتا، جو خوارج، شیعہ، جبریہ، قدریہ، مرجئہ، معتزلہ اور دیگر فرق باطلہ کی برملا علمی تردید کرتا، جو اشاعرہ و ماتریدیہ کے اقوال و دلائل کی کمزوریاں واضح کرتا، جو ابن تیمیہ کی تحریروں کے اس طرح حوالے دیتا گویا وہ اسے از بر ہوں، جو کسی

کھوکھلی مصلحت اور سیاسی دور اندیشی کی پرواہ کیے بغیر ابن تیمیہ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتا، بلکہ ابن تیمیہ کو اپنا شیخ کہتے نہ تھکتا۔

جو تقلید سے بالاتر تھا وہ عالم محقق وفات پا گیا

ایک روشن دماغ تھا نہ رہا، ایک ضیا پاش چراغ تھا نہ رہا، آہ! ہندوستان کا وہ عالم محقق وفات پا گیا، جو تقلید سے بالاتر تھا، آج جب کہ تقلید عوام میں نہیں بلکہ خواص میں بھی پھیلی ہوئی ہے، اور بہت سے افراد اس تقلید پر فخر کناں ہیں، وہ بیشہ علم وتحقیق میں جرأت وہمت کا امام اور عزم وحوصلہ کا بادشاہ تھا، ہر چیز کو اپنی نگاہ سے دیکھنے کا خوگر تھا، اور ہر بات کو اپنی عقل سے سمجھنے کی کوشش کرتا تھا، اس کے علم کی گہرائیوں نے اسے تقلید کی پستی سے نکال کر تحقیق واجتہاد کے مقام بلند پر فائز کر دیا تھا، راقم سطور اور راقم سطور جیسے سینکڑوں انسان اس کی اس صفت کے شیدائی تھے: ع

شبلی خراب نرگس چشم خراب اوست

مجھے ڈر ہے کہ کوتاہ بین وکوتاہ نظر، دون ہمت وپست حوصلہ اسے اپنی صف میں لا کر کھڑا کرنے کی کوشش کریں گے، اس پر تقلید وروایت پرستی کی قبائے تنگ ڈالی جائے گی، لیکن یہ کوشش اتنی بھونڈی ہوگی کہ جسے بھی اس کی مجلسوں کا ادنی ذوق ہے وہ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گا: ع

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

شیخ یونس نہیں چاہتے تھے کہ لوگ ابن حجر پر تنقید کریں

تحقیق واجتہاد کے اعلی مقام پر فائز رہتے ہوئے ائمہ کرام اور علمائے سلف کا پورا احترام کرتا، ایک بار مجلس میں تواضع کے ساتھ فتح الباری میں ابن حجر پر اپنے تعقبات کا ذکر

کیا، تو میں نے عرض کیا کہ اگر ابن حجر کی وہ ساری غلطیاں املا کرادیتے تو ہمارے پاس کتنی اہم دستاویز مہیا ہو جاتی، فرمایا نہیں، میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ ابن حجر پر تنقید کریں، میں نے ان تعقبات کو اپنی تحریروں میں منتشر کر دیا ہے، جو ساری تحریریں پڑھے گا، اسے یہ معلومات حاصل ہو جائیں گی۔

شیخ یونس کے انتقال کے بعد سارے شیوخ حدیث برابر ہو گئے

وہ عبادت گزار تھا، تقوی اور خشیت الٰہی سے متصف، اس کی مجلسوں نے حاضرین کے اندر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سنت کی اہمیت راسخ کر دی تھی، زہد اس کا خاصہ تھا، اس نے اپنے قدموں میں حنائے قناعت لگا رکھی تھی: ؎

دنیا اگر دہند نہ جنبم ز جائے خویش
من بستہ ام حنائے قناعت بپائے خویش

سنت وحدیث کی امامت کا ذکر آتا تو زبانوں پر سب سے پہلے اسی کا نام آتا، اس کا انتقال ہوا اور سارے شیوخ حدیث برابر ہو گئے، امام اوزاعی کا قول ہے: "اذا مات ابن عون و سفیان الثوری استوی الناس" یہ قول کسی وقت عبداللہ بن عون اور سفیان ثوری کیلئے سچا تھا، تو آج اس کا انطباق اس جانیوالے پر ہوتا ہے، جس نے آج سارے علماء کو ایک درجہ میں کر دیا: ؎

داغ معجز بیان ہے کیا کہنا
طرز سب سے جدا نکالی ہے

نظر نواز نظاروں میں جی نہیں لگتا
وہ کیا گئے کہ بہاروں میں جی نہیں لگتا

نغمہ کاروں کے لئے ناخن مضراب کہاں
سینہ ساز سے اٹھی نہ صدا میرے بعد

شیخ یونس نے اپنا کوئی جانشین نہیں چھوڑا

ہندوستان میں، حرمین شریفین میں اور انگلینڈ میں ہمیشہ دیکھا ہے کہ جدھر وہ ہوتا، اسی طرف ہجوم علماء وطلبہ ہوتا: ~

سلطان خوبان می رود ہر سو ہجوم عاشقان
چابک سواران یک طرف مسکین گدایان یکطرف

وہ چلا گیا اور اس نے کوئی جانشین نہیں چھوڑا، کیونکہ اس کا مقام کسی مسند سے عبارت نہیں تھا کہ اس کے بعد کوئی دوسرا اس مسند پر بیٹھ جاتا، نہ ہی اس کا مقام کسی عہدے اور منصب کا نام تھا کہ اس کے بعد کسی دوسرے کی اس پر تقرری ہوتی، نہ اس نے کوئی سجادہ چھوڑا کہ اس کی جانشینی اختیار کی جاتی، ہر چھوٹے بڑے مدرسے میں شیخ الحدیث کا عہدہ ہے، لیکن کوئی شیخ یونس نہیں "وشتان ما بین خل وخمر" اس کا مقام علم کی وسعت وگہرائی، عقل وفہم، فکر وتدبر، تحقیق واجتہاد، صلاح وتقوی، اور خشیت واخلاص سے عبارت تھا، ان ائمہ متقدمین کے مانند تھا جن میں سے ہر ایک کے بارے میں کہا گیا ہے: "لم یخلف بعدہ مثلہ" ایک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے۔

کوئی ویسا نظر نہیں آتا
وہ زمین اور وہ آسمان نہ رہا

بدخشان ویمن چھانا، لگائے غوطے دریا میں
نہ لب سا لعل اے آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

محدث زمانہ- مفکر اسلام کی خدمت میں ☆

علم حدیث میں امامت کا درجہ رکھنے والی شخصیت تکیہ میں

۱۹۹۴ء کی بات ہے کہ جنوری کی چار تاریخ تھی اور بدھ کا دن، عشاء کی نماز کا وقت تھا کہ راقم الحروف کی نظر ایک بڑی وجیہ، بارعب شخصیت پر پڑی، واقعہ اپنے وطن تکیہ کلاں دائرہ حضرت شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلی کا ہے، جہاں سے ڈیڑھ صدی قبل حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کی جماعت مسترشدین ومجاہدین نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے قربانیاں دینے کا فیصلہ کیا تھا اور فرائض وسنن کے احیاء کا عمل شروع کیا تھا، اور جواب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی وجود بامسعود سے منور تھا، بڑی سے بڑی علمی، دینی، روحانی، تحریکی اور سیاسی شخصیتیں ان کی زیارت وملاقات اوران سے تبادلہ خیال کیلئے آتی رہتی ہیں، آج جو شخصیت ہمارے سامنے تھی، وہ علم حدیث میں امامت کا درجہ رکھنے والی اور روحانیت میں ید طولی رکھنے والی شخصیت تھی، انہیں دیکھ کر راقم کی خوشی کی انتہا نہ رہی، محبوب کی شخصیت کو دیکھ کر دل کی جو کیفیت ہونی چاہئے وہ ہوئی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو جیسے معلوم ہوا وہ بھی بڑے مسرور ہوئے، یہ تھے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری "متعنا اللّٰــہ والمسلمین بطول بقائه وعلومه وانفاسه الطيبة الطاهرة النافعة "۔

☆ مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی مدیر پندرہ روزہ "تعمیر حیات"، لکھنؤ

نوٹ: یہ مضمون مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ کی حیات میں لکھا تھا، جو ماہنامہ "نقوش اسلام" کے شمارہ نمبر ۱۱/۱۲/ جلد ۲/ بابت نومبر/ دسمبر ۲۰۰۷ء میں چھپا تھا، قارئین کے افادہ کے لئے یہاں اس کتاب میں شامل کیا جارہا ہے۔

مفکر اسلام نے حضرت شیخ کو دیکھ کر نعمت غیر مترقبہ فرمایا

وہ چند گھنٹے ہی رکے، رات باوجود خواہش کے نہ گزار سکے، راقم سے رہا نہ گیا، اس نے ان چند لمحات کی ہی سہی ایک مختصر روداد سپرد قلم کردی، جو اس کی ڈائری کی زینت ہے، افادہ عام کے لیے نذر قارئین ہے:

عشاء کی اذان ہوئی اور حضرت مدظلہ مسجد تشریف لے گئے، وہیل چیئر سے تشریف لے جاتے ہیں، اور صبح یہ حال ہوتا ہے کہ اس سے بھی نہیں جا پاتے اور اپنے پلنگ کے پاس باجماعت نماز فجر اول وقت ادا کرتے ہیں، تہجد کی نماز اور وظائف و اوراد، اذکار و اشغال کا الگ معمول ہے، جس میں ناغہ نہیں ہوتا، مسجد پہنچتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے ہیں اور اذان سنتے ہی مسجد کے لیے قدم اٹھا لیتے ہیں، وہ نماز میں تھے کہ ''ماروتی وین'' کی آواز آئی اور وہ مسجد کے پاس رکی، جس سے دو گھنی اور بڑی داڑھی والے حضرت اترے جن میں ایک مشہور عالم دین اور محدث کبیر حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور تھے اور دوسرے مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی مدیر ''المآثر'' تھے، شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب مسجد میں داخل ہوئے، سب سے پہلے مصافحہ وسلام کرنے والا راقم ہی تھا، مولانا نے حضرت کو پوچھا، پھر وضو کے لیے تشریف لے گئے نل (ہینڈ پائپ) چلانے کی سعادت بھی راقم ناچیز کو حاصل رہی، مولانا وضو سے فارغ ہوئے، اور حضرت صحن میں تشریف لائے اور آگے بڑھ کر مولانا یونس صاحب سے معانقہ فرمایا، اور فرمایا کہ ''نعمت غیر مترقبہ'' مولانا یونس صاحب نے کہا، باندہ گیا تھا وہاں سے یہ لوگ اعظم گڈھ لے جا رہے تھے ہم نے ان سے کہا حضرت کے یہاں تکیہ (رائے بریلی) جائے بغیر نہیں جا سکتا۔

شیخ یونس صاحب کی شاہ علم اللہ کی قبر حاضری

نماز بعد حضرت قیام گاہ (جسے بنگلہ کہتے ہیں) چلے گئے، ان حضرات کو پہنچنے میں تاخیر ہوئی، میں تیزی سے مسجد کی جانب گیا، روضہ شاہ علم اللہؒ میں روشنی دکھائی دی، معلوم ہوا کہ شیخ یونس صاحب اور ان کے رفقاء مقابر پر فاتحہ خواں ہیں، چند قبروں کی راقم نے نشاندہی کی، اس کے بعد مسجد کے شمال مشرق میں دو قبروں پر لے گیا، بتایا یہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے والد کی قبر ہے، اور دوسری حضرت سید شاہ علم اللہ کے صاحبزادے (سید ابو حنیفہ) کی ہے، جو اپنے والد کی حیات میں ہی وفات پا گئے تھے، دیر تک کھڑے رہے اور پڑھتے رہے، پھر بتایا کہ ادھر سامنے حضرت سید احمد شہیدؒ کا مکان تھا جو اب دار التحفیظ کی شکل میں ہے (اور مدرسہ سید احمد شہید برائے حفظ و تجوید کے نام سے موسوم ہے) اس پر خوش ہوئے پھر فرمانے لگے بھائی! اس وقت کے سید صاحب تو ہمارے حضرت مولانا ہیں، پھر ہم نے ذرا چل کر بتایا کہ یہ بائیں طرف حضرت مولانا کا نانیہال ہے، خود فرمایا حضرت مولانا شاہ ضیاء النبی صاحب کا مکان، مولانا اعجاز احمد صاحب نے مزید کہا جن کے مولانا محمد امین نصیر آبادی خلیفہ تھے، حضرت مولانا یونس صاحب نے پوچھا تم کون ہو بتاؤ! میں نے مظاہر علوم سہارنپور میں مولانا کے یہاں رات کا قیام اور ملاقات ذکر کرنے کے ساتھ حضرت مدظلہ کے بھانجہ مولانا محمد ثانی حسنی صاحب کی نسبت سے اپنا تعارف کرایا، بڑے خوش ہوئے اور لپٹا لیا۔

وقت کی دونوں شخصیتوں کا آپس میں ادب واحترام

مولانا بنگلہ پہنچے حضرت بڑے کمرہ میں تشریف فرما تھے، جیسے مولانا داخل ہوئے حضرت کھڑے ہو گئے اور مسند پر بیٹھنے کو کہا، جس پر شیخ یونس صاحب کسی طرح تیار نہ ہوئے، حضرت نے کہا ہم بھی نہ بیٹھیں گے، مولانا نے کہا کہ حضرت! میں طالب بن کر آیا

ہوں، اور یہ کہہ کر مولانا اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، مگر حضرت نے بھی گاؤ تکیہ سے ٹیک نہ لگایا اور آمنے سامنے شمال وجنوب کی طرف بغیر تکیہ کے بیٹھے رہے، حضرت نے سفر بخارا وسمرقند وتاشقند کا ذکر کیا، اور اپنے دو کتابچے ہدیہ کئے، ایک تو وہ مقالہ تھا جو سمرقند میں امام بخاری اور ان کی کتاب صحیح پر دیا تھا، اور ''الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام'' یعنی نزہۃ الخواطر کا تعارف نامہ تحفۃً دیا، اور مولانا کی بخارا وسمرقند میں عدم موجودگی پر افسوس ظاہر کیا، مولانا نے کہا ہمارے پاس دعوت نامہ آیا تھا، مگر لڑکوں نے ردی میں ڈال دیا، ایک دو ماہ بعد دیکھا تو بہت افسوس ہوا، ویسے ہم بخارا وسمرقند گئے ہیں، جب یہ علاقے روسی حکومت کے زیر اقتدار تھے، ایک جاسوس ساتھ رہتا تھا، بخاری شریف ساتھ لے گیا تھا، کتاب الایمان تک وہاں پڑھا بھی، دیر تک علمی وروحانی گفتگو جاری رہی، کھانا لگ چکا تھا، سب نے کھانا کھایا، کھانے کے بعد کچھ دیر مجلس رہی، مولانا اعجاز احمد صاحب نے حضرت سے مولانا رشید احمد اعظمی (صاحبزادۂ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن محدث اعظمی) کی صحت وشفا کی دعا کے لیے کہا کہ وہ بہت بیمار ہیں، اس سفر میں ان کا بھی پروگرام تھا، مگر وہ بیمار ہوگئے، اس لیے ساتھ نہ رہے، اور مولانا اعجاز صاحب نے حضرت سے یہ بھی عرض کیا کہ: مولانا عبدالجبار صاحب مئوی کا انتقال ہوگیا (چند دن قبل)۔

حضرت شیخ یونس تکیہ میں قیام کرنا چاہ رہے تھے

حضرت چاہتے تھے کہ یہ حضرات رات کو ٹھہر جائیں سردی کی رات ہے، اور دیر بھی ہو چکی ہے، اعظم گڑھ دور ہے، تقریباً دو ڈھائی سو کلومیٹر ہے، حضرت مولانا یونس صاحب ٹھہرنے کو ترجیح دے رہے تھے اور ان کی اندر سے یہ خواہش تھی، فرمانے لگے کہ ایک دو رات یہاں قیام کرنے کو جی چاہتا ہے اور کہا یہاں بڑا سکون محسوس ہو رہا ہے، بڑی طبیعت لگ رہی ہے اور انہوں نے حضرت سے اپنی صحت وشفا کے لیے دعا کو کہا، کہنے لگے ہم پر

کسی نے سحر کردیا ہے، مفتی محمود صاب (حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی) نے بھی کہا کہ کسی نے تم پر سخت قسم کا جادو کردیا، انہوں نے کہا کہ ہمارا ابھی اس پر بس نہیں چل رہا ہے، خود وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ ہم نے کسی طالب علم کو ڈانٹ دیا تھا، خیال ہے کہ اس نے ہم پر سحر کیا ہے، کیفیت بتاتے ہوئے کہا کہ ایک دن بیٹھے کھانا کھا رہے تھے، دیکھتے کیا ہیں پلیٹ میں خون کا لوتھڑا اگرا، اس وقت تو سکون معلوم ہو رہا ہے، ورنہ عجیب حالت ہوجاتی ہے، ایک صاحب نے یہ بھی کہا کہ پتہ نہیں آپ کیسے زندہ ہیں اس میں تو بڑی سخت تکلیف ہوتی ہے، حضرت نے اپنے متعلق بھی سحر کا شبہ ظاہر کیا، اور حضرت نے مولانا سے کہا کہ انشاء اللہ آپ کے لیے دعا کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، حضرت نے مولانا کو اپنی کتاب ''الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند'' بھی ہدیہ میں دی، مولانا نے بندہ سے کہا کہ نزہۃ الخواطر کا سیٹ بھیج دینا، قیمت ارسال کردی جائے گی۔

شیخ یونس کی تکیہ سے جانے کی طبیعت نہیں چاہ رہی تھی

اجازت چاہی اور رخصت ہوئے، مگر اپنے رفقاء سفر سے کہتے رہے کہ ہمیں یہاں چھوڑ دو، تم لوگ چلے جاؤ، یہیں سے ہم سہارنپور چلے جائیں گے، مگر یہ کہاں ہوسکتا تھا، رات کو روکنا یوں محال تھا کہ گاڑی کسی اور کی تھی صبح انہیں واپس کرنی تھی، مجلس میں مولانا محمد یونس صاحب نے حضرت سے یہ بھی عرض کیا جب حضرت نے مولانا الیاس صاحب، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مولانا مدنی اور حضرت رائے پوری کا تکیہ آمد اور قیام کا ذکر کیا اور حضرت تھانوی کے رائے بریلی سے گزرنے اور یہاں آنے کی خواہش کرنے مگر نہ آسکنے کا ذکر کیا، اور وہ واقعہ بھی بتایا جو مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری نے حضرت سے بتایا تھا کہ حضرت تکیہ کے انوار یہاں تک ہیں اس واقعہ کو مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ نے اپنی کتاب اقوال سلف میں بھی ذکر کیا ہے، حضرت کے ہی حوالہ سے۔

شیخ یونس کے ادب کی انتہاء

حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الامۃ مدظلہم سے کہا، حضرت رائے پوری نے آپ کو چاروں سلسلوں میں یہاں ہی اجازت دی تھی، حضرت نے فرمایا آپ کو کہاں سے معلوم؟ پھر حضرت نے تائید کی اور تفصیل بتائی اور فرمایا چاروں سلسلوں میں خاص طور سے حضرت سید صاحب (سید احمد شہیدؒ) کے سلسلہ میں اجازت دی تھی، مولانا محمد یونس صاحب نے کہا ہم نے کہیں پڑھا تھا، جب مولانا اور مولانا کے رفقاء حضرت سے رخصت ہوئے اور اجازت چاہی تو باہر استنجاء خانہ گئے، استنجاء خانہ میں بجلی تھی نہیں، حضرت نے اپنی ٹارچ دی کہ مولانا کو دے دو، میں نے بہت دینا چاہا، مگر مولانا کسی طرح لینے کو تیار نہ ہوئے کہ حضرت کی ٹارچ استنجاء خانہ لے جائیں، پھر استنجاء سے فراغت کے بعد وضو کرنے چلے، حضرت کے خادم خاص الحاج عبدالرزاق صاحب نے اور راقم ناچیز نے بھی بہت عرض کیا کہ حضرت کے یہاں وضوخانہ میں وضو کر لیجئے، حضرت نے بھی فرمایا کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ مولانا وضو کرنے جا رہے ہیں مگر مولانا ادباً تیار نہ ہوئے کہ جہاں حضرت وضو کرتے ہیں وہاں وضو کریں اور کھڑے ہو کر ہینڈ پائپ سے وضو کیا۔

شیخ یونس صاحب سے رخصتی کا مصافحہ

پھر ہم سب خدام نے مولانا مدظلہ سے سلام و مصافحہ کیا اور ان کے رفقاء سے خال معظم مولانا سید محمد حمزہ حسنی، الحاج عبدالرزاق صاحب خادم خاص حضرت دامت برکاتہم، مولانا نثار الحق ندوی کاتب خاص حضرت دامت برکاتہم، پھوپھا جان مولانا سید احمد علی حسنی، مولانا نیاز احمد ندوی صاحب استاذ مدرسہ ضیاء العلوم اور دیگر حضرات نے، بلال

ماموں (مولانا سید بلال عبدالحیٔ حسنی) موجود نہ تھے اور حضرت بار باران کا ذکر کر رہے تھا کہ وہ بھی ملاقات کر لیتے، شہر گئے تھے، مجھے امید ہوئی کہ مدرسہ آ گئے ہوں گے، مولانا سے میں نے ذکر کیا، گاڑی پر ہمیں بٹھالیا، راستے میں بلال ماموں نظر آ گئے، گاڑی رکی، اور سلام ومصافحہ ہوا۔

شیخ یونس صاحب مدرسہ ضیاء العلوم میں

پھر مدرسہ کا ذکر کیا، مولانا تیار ہو گئے، اور مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور پہنچے، مسجد میں تحیۃ المسجد ادا کی، اتنے میں مدرسہ کے طلبہ اور اساتذہ جمع ہو گئے، سب سے سلام ومصافحہ ہوا، مولانا اور ان کے رفقاء نے مدرسہ پسند کیا اور دعا کی (اب الحمد للہ حضرت شیخ الحدیث صاحب اس مدرسہ کے سرپرستوں میں بھی ہیں)۔

مولانا اور ان کے رفقاء چلے تو گئے لیکن حضرت کو برابر فکر وتشویش رہی، رات گزری، صبح نماز فجر اول وقت پڑھی، پھر آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے، دیکھا تو حضرت فکرمند تھے کہ مولانا محمد یونس صاحب بخیریت پہنچ گئے ہوں، ٹھنڈی رات، لمبا سفر تھا، یہ تھا ہمارے اکابرین علم وفضل کا تعلق اور آپس میں ایک دوسرے کا اکرام وتکریم، اللہ تعالی ان کی برکات وانوار کو قائم ودائم رکھے۔

ایک اور مہر مبیں بسوئے فردوس بریں ☆

شیخ یونس ملک وملت کی گراں قدر شخصیت تھی

سنگلاخ زمینوں، غیر ذی زرع وادیوں اور سمندروں کی تہہ سے معدنیات اور ہیرے جواہرات کی بیش بہا اور انمول نعمتوں کو عطاء کرنے والی ذاتِ باری تعالیٰ کبھی نہایت بے کس، بے بس، مفلس ونادار گھرانوں میں ایسے افراد پیدا فرماتی ہے، جو نہ صرف اپنے خاندان وعلاقہ کو زینت بخشتے ہیں، بلکہ ملک وملت کیلئے اپنے مبارک اشغال اور افکار واعمال کے ایسے نہ مٹنے والے نقوش چھوڑتے ہیں جو پسماندگان کیلئے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں، استاذِ محترم، رئیس المحدثین، ریحانۃ العصر حضرت اقدس شیخ مولانا محمد یونس جونپوریؒ شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور بھی انہی میں سے ایک تھے۔

شیخ یونس نے مظاہر علوم میں پوری زندگی گزار دی

یہ کوہِ زہد وتقویٰ، شہنشاہِ علم وفضل، محبّ حدیث رسول، فدائے صحیح بخاری جونپور کی ایک غیر معروف بستی کھیتا سرائے میں ۲۵؍رجب المرجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲؍اکتوبر ۱۹۳۷ء کو پیدا ہوا، ابتدائی تعلیم کے ساتھ فارسی اور عربی کی تعلیم نور الانوار تک اپنے علاقہ میں حاصل کرنے کے بعد جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور پڑھنے کے لئے تشریف لائے تو بہت بیمار ہوگئے، اساتذہ نے مشورہ دیا کہ واپس اپنے گھر چلے جائیں، حضرت شیخ مولانا

☆ مولانا محمد سلمان نعیمی قاسمی، سہارنپور

محمد زکریا کاندھلویؒ نے بھی یہی فرمایا، مگر شیخ مرحوم نہ مانے، حضرت شیخ زکریا نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا: ''پھر پڑا رہ یہیں'' شاگرد نے اس جملہ پر ایسا عمل کیا کہ اپنے شیخ کے در پر زندگی گزار دی، تا آنکہ بڑھاپے میں جنازہ ہی اٹھا، یہی وجہ تھی کہ استاذ کو بھی اپنے شاگرد پر بھرپور ناز اور خوب اعتماد تھا، وہ کون استاذ ہے جو اپنے شاگرد کو لکھ کر دے، کہ جب تم ۴۰ رسال بعد اس تحریر کو پڑھو گے، تو مجھ سے آگے نکل چکے ہوگے، اس سے بڑھ کر کسی طالبِ علم کے لئے اور کیا فضل وشرف کی بات ہوگی کہ استاذ اپنی کتاب میں اپنے شاگرد کا قول نقل کرے۔

شیخ یونس صاحب سے راقم کو استفادہ کا موقع ملا

میں اپنے کو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ مجھے حضرت کی زیارت کا ہی نہیں، بلکہ آپ سے درسی استفادہ کے ساتھ ساتھ بعض احادیث کے سلسلہ میں خط وکتابت کا بھی موقعہ ملا، اور مسلسلات کے سبق میں حاضری کے موقع پر حضرت سے اجازتِ حدیث کا بھی شرف حاصل ہوا، بعض دفعہ دورانِ درس بخاری حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے رجال حدیث پر اس تفصیل وتحقیق سے کلام کیا کہ گویا علامہ ذہبی، حافظ ابن حجر کتب ستہ کے رجال پر کلام کر رہے ہوں، اس عمر میں حضرت کی یادداشت نے بہت ہی متاثر کیا۔

شیخ یونس کی خصوصیات اور اکابر کا اعتماد

آپکی زندگی علم وعمل، اخلاص وتقویٰ، زہد وورع، دیانت وامانت، ذہنی وقلبی پاکیزگی، اتباع سنت، صبر وتحمل، استقلال واستقامت، فکری بالیدگی، قوت جہد وعمل، انابت الی اللہ اور وضع داری وسادگی کا نمونہ تھی، حضرت شیخ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ ایشیاء کے عظیم الشان ادارہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی مسند درس حدیث پر تقریباً نصف صدی فائز رہے،

اور ہزاروں تشنگانِ علم و معرفت کی پیاس بجھاتے رہے، حضرت شیخ زکریاؒ نے اپنی حیات ہی میں آپ پر اعتماد فرما کر بخاری شریف کی تدریس کی خدمت آپ کی سپرد فرمادی تھی، پھر کچھ دن کے بعد بیعت وارشاد کی بھی اجازت مرحمت فرمادی، اگرچہ اس سے قبل مناظر اسلام حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ رامپوریؒ نے بھی آپ کو خلعت خلافت عطاء فرمادی تھی۔

شیخ یونس صاحب کا استغناء

تمام علوم وفنون میں آپ کو مرجعیت کا مقام حاصل تھا، خصوصاً علم حدیث میں تو آپ ہندوستان وایشیاء ہی میں نہیں، بلکہ پورے عالم اسلام میں اس وقت سند کا درجہ رکھتے تھے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی شخصیت تھے جن کے نزدیک ان کی کتابیں ہی ان کا سب کچھ تھیں، دنیا کسے کہتے ہیں وہ جاننا نہیں چاہتے تھے، ان کے شاگرد اور مرید شیخ محمد یعقوب دہلویؒ سابق امام مسجد قباء ومشرف قاضیانِ مدینہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ "مدینہ منورہ تشریف لانے پر عرب علماء حضرت کے جوتے سیدھے کرنا اپنے لئے باعث فخر و شرف سمجھتے تھے، ایک سفر میں ان عرب شاگردوں نے اتنے ہدایا دیئے کہ ریالوں سے دو تھیلے بھر گئے، مدینہ سے واپسی پر شیخ نے مجھے حکم دیا کہ سارے پیسے مدینہ منورہ میں ہی غرباء میں تقسیم کردوں، میں نے بہ اصرار کہا کہ حضرت اپنی ضرورت کے بقدر رکھ لیں لیکن وہ تیار نہیں ہوئے، اور ایک ایک ریال صدقہ کروادیا، جب ایئرپورٹ پر پہنچے تو مجھ سے کہا کہ مجھے سو ریال اس شرط پر قرض دو، کہ بعد میں واپس لوگے"۔ اللہ اکبر!...... جس شخص کے یہاں دنیا کی یہ حیثیت ہو، اللہ تعالیٰ اسی کو دلوں کی بادشاہت عطاء فرماتے ہیں: ؎

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لیکر
اب انھیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لیکر

شیخ یونس کی وفات پر عرب وعجم ماتم کناں ہیں

آج عجم سے لیکر عرب تک سبھی حضرت شیخ یونس جونپوریؒ کی رحلت پر ماتم کناں ہیں، کیونکہ جس بخاری، ابن حجر، ذہبی اور خلیل احمد وزکریا کاندھلوی کے تذکرے ہم سنتے آئے ہیں وہ سب شیخ کی شکل میں ہمارے سامنے مجسم تھے: ؎

جان کر منجملۂ خاصانِ میخانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

اللہ تعالیٰ حضرت والا کو غریق رحمت فرمائے، اور ہمیں حضرت کے ان نقوش مبارکہ پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

کس کو بٹھائیں بزم میں تیرے مقام پر☆

تمہید

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوری نور اللہ مرقدہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، بلاشبہ یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ شیخ یونس صاحب جونپوریؒ برصغیر ہندو پاک ہی نہیں بلکہ پوری دنیامیں ایک عظیم محدث کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، دنیا بھر میں ان کے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد ہے، جو ان کے لئے صدقہ جاریہ ہیں؛ لیکن ان کے چلے جانے سے جہاں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور یتیم اور سوگوار ہے، وہیں دنیا بھر کے چھوٹے بڑے اداروں کی پیشانیوں پر بھی یتیمی کا داغ چسپاں ہوگیا ہے، دیکھنے والوں نے دیکھا ہے اور احساس کرنے والوں نے احساس بھی کیا کہ مرحوم موصوف اپنے تبحر علمی کی وجہ سے دنیا کے صف اول کے علماء میں تھے، الغرض مولانا یونس جونپوریؒ کی پوری زندگی علم حدیث کی خدمت میں گزری، ان کی زندگی کا سفر کچھ اس طرح شروع ہوا کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب اپنے وطن مالوف سے مظاہر علوم تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آئے تو تھوڑے ہی دنوں کے بعد آپ کو بیماری نے آگھیرا، ان کی بیماری اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اساتذہ کرام نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ گھر چلے جائیں، آپ نے گھر جانے کا نام نہیں لیا، یہاں تک کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے بھی انہیں یہی مشورہ دیا، تو آپ نے فرمایا کہ یہاں رہ کر کچھ تو فائدہ ہوگا، اس پر شیخ الحدیث صاحب نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: ''پھر یہیں پڑا رہ'' یہ جملہ ان کے لئے گویا نسخہ کیمیا بن گیا، آہستہ آہستہ افاقہ ہوتا گیا، موصوف نے شیخ زکریا رحمہ اللہ کے اس

☆ مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری معاون مدیر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفر آباد، سہارنپور

جملہ کو اپنے دامن سے باندھ لیا اور ان سے منسلک ہوگئے، دن گزرتے گئے اور آپ نے مظاہر علوم سے فراغت حاصل کی، اس کے بعد ۱۳۸۱ھ سے ہی مظاہر علوم میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دینے لگے، بعد میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی نے آپ کو اپنی جگہ مظاہر علوم میں شیخ الحدیث بنایا، اس کے بعد خلافت عطا کی۔

ولادت باسعادت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب کی ولادت باسعادت ۲۵/رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲/اکتوبر ۱۹۳۷ء پیر کے روز صبح کے وقت تقریباً سات بجے محلّہ چوکیا کھیتا سرائے، قصبہ گورینی، ضلع جونپور میں ہوئی۔

مکتبی تعلیم

آپ کی عمر جب سات سال کی ہوئی تو آپ نے اپنے ہی شوق سے مکتب میں آنا جانا شروع کردیا، بچپن ہی میں آپ کی والدہ مرحومہ کا انتقال ہوگیا تھا، جس کی وجہ سے آپ اپنے نانا، نانی کے پاس رہتے تھے، ایک دن آپ کی نانی اپنے چھوٹے بیٹے کو (شیخ کے ماموں) مکتب میں پڑھنے کے لئے مار رہی تھی، اس وقت آپ نے اپنے نانی سے کہا کہ ہم بھی پڑھنے جائیں گے، یہیں سے آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا، گاؤں سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر قصبہ مانی کلاں کی جامع مسجد میں حفظ کی تعلیم بہت مشہور تھی، جہاں سے سینکڑوں حفاظ پیدا ہوئے، اس لئے شیخ کو بھی اسی مسجد میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیج دیا گیا، یہ اُس وقت کی بات ہے جب اس گاؤں میں مسلم آبادی زیادہ سے زیادہ پندرہ مکانات پر مشتمل تھی، اس میں چھ حفاظ کرام تھے، آپ کے سب سے پہلے استاد مولوی نور محمد صاحب تھے، جنہوں نے آپ کو ”تعلیم الاسلام“ کے کچھ اسباق پڑھائے اور پھر پاکستان چلے گئے۔

عربی تعلیم

اس کے بعد ۱۳؍سال کی عمر میں باضابطہ مدرسہ ضیاء العلوم مانی کلاں میں داخلہ لیا، اور ابتدائی فارسی سے لیکر سکندر نامہ تک، پھر ابتدائی عربی سے لیکر مختصر المعانی، مقامات حریری، شرح وقایہ اور نور الانوار وغیرہ وہیں پڑھیں، یہاں کی تعلیم پوری کرنے کے بعد شوال ۱۳۷۷ھ میں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا، مظاہر علوم میں پہلے سال میں جلالین شریف، ہدایہ اولین، میبذی اور دوسرے سال بیضاوی، سلم العلوم، ہدایہ ثالث، مشکوۃ شریف پڑھی اور تیسرے سال شوال ۱۳۷۹ھ تا شعبان ۱۳۸۰ ہجری میں دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی۔

تدریسی خدمات

۱۳۸۱ھ سے لیکر ۱۳۸۳ھ تک آپ جامعہ مظاہر علوم میں معین مدرس کی حیثیت سے طالب علموں کو پڑھاتے رہیں، جس میں آپ کو ۷؍روپیہ سے لیکر ۱۰؍روپئے ماہوار ملتے تھے، پھر ۱۳۸۴ ہجری میں آپ کا ۳۰؍روپیہ ماہانہ پر مستقل تقرر ہو گیا، اس کے بعد بڑی بڑی کتابیں آپ کے زیر درس رہیں، اسی سال حضرت مولانا امیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کا انتقال ہو گیا تھا جس کی بنا پر حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ نے اپنی بھی بعض کتابیں آپ کے حوالے کردیں، چنانچہ ۱۳۸۸ھ سے بخاری اور مسلم پڑھانے لگے، آپ کا درس بڑا شیریں، پرمغز، تحقیقی اور سلف وخلف کے اقوال سے مزین ہوتا تھا، اس طرح حضرت شیخ اپنی علمی وروحانی خصوصیات کے ساتھ جلال وجمال کے پیکر معلوم ہوتے تھے، جو مسلسل ۵۷؍سال تک ممتد رہا اور ہزاروں تشنگان علم ومعرفت کی پیاس بجھاتے رہے۔

علم حدیث میں آپ کا مقام ومرتبہ

کتب حدیث میں بخاری شریف کو جو مقام ومرتبہ حاصل ہے وہ کسی اور کتب کو حاصل

نہیں، کتاب اللہ کے بعد اگر کسی کتاب کا مقام ومرتبہ ہے تو وہ صحیح بخاری ہے، اس کتاب کو شیخ یونس صاحبؒ نے چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک پوری تحقیق اور روایت ودرایت کے اصول کی روشنی میں پڑھایا، علم حدیث میں آپ کا مقام ومرتبہ بہت اونچا تھا، ان کے علمی مقام کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ”ارشاد القاصد“ نامی رسالے میں ۱۶۸/ ایسی حدیثیں جمع کی ہیں جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی سند کے ساتھ بیان کیا ہے، حالانکہ امام بخاری اس طرح کی تکرار کی نفی کرتے ہیں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کی بمشکل صرف ۲۲/ حدیثیں پیش کر سکے“ جب کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا مقام ومرتبہ علم حدیث میں کتنا بلند ہے کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، حافظ ابن حجر کے اقوال، ان کی تخریج، ان کے سوالات واشکالات، نیز حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ علم حدیث میں کوہ ہمالہ کے مشابہ ہیں؛ لیکن اس مقام پر حضرت علامہ شیخ محمد یونس صاحب جونپوریؒ سے کم حدیثیں پیش کر سکے، یہ حقیقت قلب پر ان کی شخصیت کا تأثر قائم کرتی ہے، یہی وجہ تھی کہ برصغیر میں بخاری شریف کا درس معیارِ فضل وکمال ہی نہیں، بلکہ علم وفضل اور تقدیس وپاکیزگی کا بھی امین سمجھا جاتا ہے، آپ کی ذات گرامی یقیناً فضل وکمال، علم وعمل، تقویٰ وطہارت، صبر وقناعت، توکل ورضا، خوف وخشیت اور انابت الی اللہ کی ایک جامع تصویر تھی۔

وفات

بالآخر ۱۱/ جولائی ۲۰۱۷ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، حضرت شیخ الحدیث بہت سی خصوصیات کے حامل عالم دین تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر علم میں گہرائی اور گیرائی نیز علم حدیث میں مہارت رکھی تھی، جس کا چرچا ہند وپاک ہی نہیں بلکہ پورے عالم میں تھا، اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

کس کو بٹھائیں بزم میں تیرے مقام پر
رو کر کہا فلک نے تو لاکھوں میں ایک تھا

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی ☆

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے

زندگی پر موت کی عبارت رقم ہونا لازمی ہے، یہی نظام کائنات اور حکم خداوندی ہے، طاقتور، کمزور، دولت مند اور فقیر کوئی اس کے چنگل سے نہیں بچ سکا، زندگی ہمیشہ موت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئی "کل نفس ذائقة الموت" کہہ کر باری تعالیٰ نے اس حقیقت کا اعلان کیا، شہنشاہانِ علم وفضل، امامِ تصوف، ماہرین علوم وحکمت تمام ہی دنیا سے رخصت ہوئے اور سینکڑوں، لاکھوں، کروڑوں افراد کی آنکھیں نم ہوئیں، تکالیف درد وغم کا قلب میں طوفان برپا ہوا، آہ وزاری سینہ کوبی کے منظر نے زمین کو سوگوار کیا اور دردمندان ملت کے آنسوؤں کی بارش میں بہت سے اکابر علماء دنیا سے رخت سفر باندھ چکے۔

علم حدیث میں آپ کا منفرد مقام تھا

ان کا علم وفضل، ان کے شاگرد، ان کے کارنامے ان کی موجودگی کا احساس کراتے ہیں، ان کی تحقیقات، ان کی محنت جدوجہد اہل علم کی راہ یابی کا ذریعہ ہے، اس چمن لالہ زار کا ایک خوبصورت پھول شیخ یونسؒ کی شخصیت بھی تھی، جن کے وجود سے گلشن کی خوبصورتی دوبالا تھی، انتہائی اعلیٰ معیار کے حامل، علم وفضل، زہد تقوی میں عدیم المثال، تدریس میں نابغہ روزگار، درس حدیث میں یکتا، آپ نے علم حدیث میں پوری دنیا کے اندر منفرد مقام حاصل کیا، زندگی بھر حدیث کی خدمت کرتے رہے، بہت سے افراد نے آپ سے رسول

☆ مولانا راحت علی صدیقی قاسمی، جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت، مظفرنگر

اللہ کے کلمات کی گہرائیاں حاصل کیں، ان کے معانی و مفاہیم دریافت کیے، آپ نے حدیث کے دریا سے وہ قیمتی موتی اور لعل و جواہر تلاش کیے، جن تک ہر انسان کی رسائی ممکن نہیں تھی اور امت مسلمہ کو علم کا خزانہ عطا کیا، زندگی کا بیشتر حصہ خدمت حدیث میں صرف کیا، دولت کی چمک آپ کو متاثر کر سکی اور نہ زمانے کی نیرنگیاں آپ کی دنیا کو تبدیل کر سکیں مگر ہمیشہ مطالعہ اور علم حدیث ہی سے عشق کیا۔

آپ کا علمی سفر

زندگی کی دوسری ضرویات عشق حدیث کے بالمقابل کمزور نظر آئیں، بچپن میں ماموں کے کاندھے پر بیٹھ کر جو علم کا سفر شروع کیا، کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا، جونپور کے چھوٹے سے گاؤں کھیتا سرائے اور مانی کلاں سے گذرتا ہوا آپ کا تعلیمی سفر سہارنپور کی تاریخی درسگاہ مظاہر علوم تک پہنچا، جس کی آب ہوا میں سادگی تھی، شرافت تھی، سنجیدگی و متانت تھی اور اہل علم کی موجودگی اس ادارے کے وقار اور معیار کی پہچان کراتی تھی۔

شیخ یونس صاحب علم کے متلاشی تھے

حضرت شیخ مہاجر مدنی جیسی شخصیت جہاں موجود ہو، اس خطہ کی عظمت کا کیا ٹھکانہ، علمی فضا، روحانی ماحول، وہی شیخ یونسؒ کے مزاج میں رچ بس گیا، علم کے گرویدہ ہو، لوگوں سے ملنا جلنا، ربط وضبط پیدا کرنا اور مطالعہ ہی ان کا معمول قرار پایا، اپنی لائبریری تھی جس میں حدیث کی نایاب کتابیں موجود تھیں، مال و دولت کے متلاشی نہیں تھے، علمِ حدیث کے گوشوں پر کتابوں کی انہیں ہمیشہ تلاش رہتی تھی، جب موقع فراہم ہوتا کتابیں خریدتے تھے، چنانچہ سفر حج پر جاتے ہوئے حضرت شیخ نے انہیں پچاس روپے عنایت فرمائے تو اس سے نصب الرایہ خریدی، ۱۳۸۴ہجری میں پچاس روپئے کی بڑی اہمیت ہوتی تھی اور ابھی

تدریس کا ابتدائی مرحلہ تھا، ضروریات منہ پھاڑے ہوئے اور اس رقم سے بہت سی ضروریات مکمل ہوسکتی تھیں؛ لیکن شیخ یونسؒ نے تمام تر ضروریات کو بالائے طاق رکھا اور کتاب خریدی، حضرت شیخ کی زبان پر بھی یہ جملہ جاری ہوا ”اس کے لئے تو عمر پڑی تھی“ شیخ بھی جانتے تھے، اس موقع پر دوسری ضروریات تکمیل کی دہائی دے رہی ہیں اور دوسری حاجتیں ہیں جن سے جان چھڑانا بھی مشکل ہے، مگر عنوان چشتی نے کہا: ؎

عشق تو پھر عشق ہے آشفتہ سری مانگے
ہوش کے دور میں بھی جامہ دری مانگے ہے

تعلیم سے حد درجہ کی محبت

عشق ہی کی طاقت ہے جس نے کمزور، ناتواں، بیمار طالب علم کو اس مقام پر پہنچایا، ایسا طالب علم جسے گھر جانے کے لئے مشورہ دیا جارہا تھا، اس کی کمزوری اور بیماری کا احساس کیا جارہا تھا اور عقل چیخ رہی تھی اس بیمار بچے کو گھر بھیج دیا جائے، باپ کی شفقت کے سائے میں اعزاء کی محبت کی چادر تلے، یہاں وطن سے بیماری کی تکلیف اسے نڈھال کردے گی، ماں کا سایہ تو نہیں پر وطن کی آب وہوا کیا کم ہے، لے چلو اس بچہ کو جونپور، عقل کے اس تقاضے اور اس پکار کو یقینی طور سے بجا خیال کیا جاسکتا ہے، مگر وہ تو عشق نبی سے سرشار ہوکر آیا تھا، دیوانگی اس کی رگوں میں خون کی مانند دوڑ رہی تھی، قدم منجمد ہوگئے، دل تکالیف برداشت کرنے کے قابل ہوا اور تعلیم جاری رکھنے کا منشاء ظاہر کیا، ایک مرتبہ پھر عقل عشق کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہوئی اور اقبال مرحوم کا شعر حاشیۂ خیال پر ابھرا اور قلب پر دستک دینے لگا: ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

شیخ یونس صاحب نے ۱۶۸ر حدیثیں نقل کی ہیں جو امام بخاری نے ایک ہی سند کے ساتھ بیان کی ہیں

شیخ یونسؒ نے تکلیف کی شدت اور بیماری کے باوجود سہارنپور کی سرزمین ہی کو اپنے لئے بہتر خیال کیا اور یہیں اپنے اساتذہ کی خدمت میں مشغول رہے اور علم حدیث میں وہ بلند مقام حاصل کیا کہ پوری دنیا میں فن حدیث میں معتبر ہوگئے، اکابر علماء نے ان سے رجوع کیا، ان کی آراء پر بھروسہ کیا، انہیں قابل عمل جانا، ان کے علمی مقام پر گفتگو کرتے ہوئے، عربی کے عظیم اسکالر بدرالحسن قاسمی لکھتے ہیں ”مولانا کی دقت نظر اور وسعت مطالعہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ”ارشاد القاصد“ نامی رسالے میں ۱۶۸ر ایسی حدیثیں جمع کیں، جو امام بخاری نے ایک ہی سند کے ساتھ بیان کی ہیں، حالانکہ امام بخاری اس طرح کے تکرار کی نفی کرتے ہیں اور حافظ ابن حجر اس طرح کی بمشکل ۲۲ر حدیثیں پیش کر سکے ہیں“ یہ سطریں شیخ یونس جونپوریؒ کے مقام ومرتبہ کا اظہار کر رہی ہیں اور یہ باور کرا رہی ہیں کہ آپ نے علم حدیث میں انتہائی عرق ریزی کی ہے اور علم حدیث کے تمام گوشوں پر اپنی بساط کے مطابق سیر حاصل بحث کی ہے، حافظ ابن حجر کا مقام علم حدیث میں کتنا بلند ہے، کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، ان کی تحقیق، ان کے اقوال، ان کی تخریج، ان کے سوالات و اشکالات، علم حدیث میں حافظ کوہ ہمالیہ کے مشابہ ہیں؛ لیکن اس مقام پر وہ شیخ یونسؒ سے کم حدیثیں پیش کر سکے ہیں، یہ حقیقت قلب پر ان کی شخصیت کا تاثر قائم کرتی ہے، ایسا تاثر جس کا زوال بہت ہی مشکل ہے۔

فن حدیث میں مہارت حاصل کرنا مشکل کام ہے

کسی فن میں اتنا بلند مقام حاصل کرنا آسان نہیں ہے اور فن حدیث پر گفتگو کی جائے تو

معاملہ اور بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے، امام مسلمؒ کے مقدمہ کا مطالعہ اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے کہ فن حدیث کتنا مشکل ترین، متن، سند، رجال، روات تمام پر بحثیں کرنا، رطب یابس کو الگ کرنا، انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی کے بناپر یہ کام ممکن ہی نہیں ہے اور اس فن میں مہارت حاصل کرنا کتنا مشکل تر ہے، ہر ذی شعور اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے، شیخ یونسؒ نے اس فن کو اپنی زندگی کے قیمتی چالیس سال دئے، دن رات، صحت و مرض ہر حال میں اپنا مقصد مقدم رکھا۔

ایک عظیم شخصیت دنیا سے رخصت ہوگئی

ان کے انتقال پر لاکھوں افراد رنجیدہ ہیں اور اس قصر علم کے گر جانے کی وجہ سے اشکبار ہیں اور زبان حال سے افتخار عارف کا یہ شعر گنگنا رہے ہیں:

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی
اسی پہ ضرب پڑی جو شجر پرانا تھا

یقیناً ملت اسلامیہ اس حادثہ سے غم میں مبتلا ہے اور تکلیف کا شکار ہے، مایوسی قلوب میں گھر کر گئی ہے، مگر یہی دستور حیات ہے اور خداوند قدوس سے دعا گو ہیں جس طرح یہ سرزمین شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے لیکر عظیم محدثین کی جائے پیدائش رہی ہے اور ان کی علمی کاوشوں سے یہ ملک فیضیاب ہوتا رہا ہے، جب بھی کوئی عظیم شخصیت دنیا سے رخصت ہوئی تو اللہ تعالی نے اس کا جانشین امت مسلمہ کو میسر فرمایا، آج بھی ہم امید کرتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں، امت مسلمہ کو شیخ یونسؒ کا جانشین عطا فرمائے اور ان جیسی جامع الکمالات شخصیت پھر سے ہمارے علمی سفینے کو سمندر کی طغیانی سے پار لگا دے اور شیخ کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔

شیخ الحدیث محمد یونس صاحب سے ملاقات ☆

شیخ یونس صاحب سے راقم کی پہلی ملاقات

حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور سے راقم کی سب سے پہلی ملاقات دسمبر ۲۰۰۸ء میں ہوئی، اس کے بعد عام طور سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں، جب بھی ہمارے مرکز میں کوئی اہم مہمان تشریف لاتے تو حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملنے کو کہتے، اس لئے راقم کو بار بار ان سے ملاقات کرنے کا موقع ملتا رہتا تھا، کبھی کبھی تو ہمارے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے ناظم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب کی تصنیفات وتالیفات کو لیکر حاضر خدمت ہوتا؛ لیکن جب راقم کی پہلی ملاقات ہوئی تھی اس پر راقم نے جو تأثرات تحریر کئے تھے، ان کو درج ذیل سطور میں پیش کیا جا رہا ہے۔

مفتی محمد مسعود صاحب نے راقم کو شیخ یونس سے ملنے کو کہا

قمری سال کا آغاز ہو چکا تھا اور شمسی سال کے شروع ہونے میں ابھی کچھ گھنٹے باقی تھے کہ احقر کو اپنے ادارہ مرکز کے رسالہ ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے سلسلہ میں شہر (سہارنپور) جانا ہوا، ویسے تو عام طور سے سہارنپور مہینہ دو مہینہ میں جانا ہوتا ہی رہتا ہے، مگر حضرت شیخ سے ملاقات اور گفتگو کا موقع کبھی نہ ملتا اور نہ ہی اپنی کم آگہی کے سبب ملنے کی کوشش کرتا، البتہ ۳۰/ دسمبر ۲۰۰۸ء مطابق یکم محرم ۱۴۳۰ھ بروز منگل کی شام کو مدرسہ

☆ مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری معاون مدیر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مظفر آباد، سہارنپور

سے جب جانے لگا تو ہمارے ناظم صاحب (مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی) نے فرمایا مولانا! سہارنپور میں حضرت شیخ سے ملتے ہو کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ کبھی ایسا موقع ہی نہیں ملا کہ ان سے ملاقات کروں، جبکہ کئی مرتبہ رات میں وہاں ٹھہرنے کا موقع بھی ملا اور مظاہر علوم کے مہمان خانہ میں ٹھہرنے کے باوجود بھی ملاقات نہ کرسکا، حالانکہ مہمان خانہ حضرت کی قیام گاہ سے متصل ہی ہے، لیکن کبھی توفیق نہیں ہوئی کہ حضرت سے ملاقات کرلوں، تو حضرت مفتی صاحب کی تحریض وترغیب پر ملاقات کا ارادہ کیا۔

راقم کی مظاہر علوم میں حاضری

چنانچہ رخت سفر باندھا اور چل دیا، مغرب کی اذان سے کچھ وقت پہلے سہارنپور پہنچا، شہر کے تمام لوگ اپنی اپنی دکانیں بند کررہے تھے، رکشہ، تانگہ اور بس والے بھی اپنی آخری سواری کے انتظار میں کھڑے تھے، ایک طرف پرندے اپنے آشیانوں میں پہنچ کر چہچہا رہے تھے اور بعض پرندے اپنے ہم جولیوں سے بغل گیر ہوکر اپنے پورے دن کی کارستانیاں سنانے میں مست تھے اور کچھ ایسے طیور تھے جو پورے دن کی تھکان سے نڈھال ہوکر آرام کررہے تھے، جب کہ دوسری جانب ہر شخص اپنے اپنے کام کو پورا کرکے گھر جانے کی تیاری میں لگا ہوا تھا، میں نے ایک رکشہ والے سے کہا بھائی! مجھے مظاہر علوم تک جانا ہے، وہ فوراً تیار ہوگیا، راقم پانچ منٹ میں مظاہر علوم پہنچ گیا۔

شیخ یونس صاحب سے ملاقات

اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد جب مدرسہ میں داخل ہونے لگا تو مفتی صاحب کی بات فوراً ذہن میں آئی کہ ”اس دفعہ ضرور حضرت شیخ سے مل کر آنا“ یہ بات ذہن میں آتے ہی میرے قدم وہیں رک گئے، ایسا لگا کہ راقم پتھر کا مجسمہ بن گیا اور دیر تک سوچتا رہا

کہ اب کیا کروں، اتنے بڑے محدث اور شیخ الحدیث کے سامنے کیسے جاؤں، کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سیاہ کار کو دیکھ کر حضرت کو غصہ آ جائے، راقم یہی سب سوچتا رہا؛ لیکن ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ شیخ کے پاس جاؤں، اپنا کچھ حال بیان کروں، اپنا دکھڑا سناؤں اور اپنے لیے دعا کی درخواست کروں؛ مگر ہمت کر کے دل کو مضبوط کیا اور آگے بڑھا، آہستہ آہستہ پاؤں کو جماتے اور ڈرتے ہوئے وہاں پہنچ ہی گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ دو لڑکے حضرت شیخ کے پاس موجود ہیں اور ان کی خدمت کر رہے ہیں، بندہ بھی آگے بڑھا اور مصافحہ کیا، حضرت کہنے لگے کہ "کہاں سے آئے ہو؟" میں نے کہا "مظفر آباد مفتی مسعود عزیزی ندوی صاحب کے مدرسہ سے" حضرت خاموش رہے، چونکہ یہ وقت ان کے ملنے کا نہیں تھا، اس لیے کچھ بات نہیں ہوئی۔

راقم کو شیخ یونس صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے کا شرف

عشاء کی نماز کا وقت قریب تھا، حضرت چونکہ ان دنوں بیماری کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاتے اور قیام گاہ پر ہی نماز ادا کرتے ہیں، بندہ بھی مصافحہ کر کے وہیں بیٹھ گیا، دریں اثناء حضرت نے مصلّٰی بچھوایا اور نماز کیلئے کہا، میں بھی وہیں پر تھا، اس لیے حضرت کے خادم نے کہا نماز سے فارغ ہو کہ نہیں، میں نے کہا ابھی تو نہیں، اب آپ لوگوں کے ساتھ پڑھ لوں گا، چنانچہ حضرت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگا، حضرت کے دائیں جانب ایک دوسرا خادم تھا اور بائیں جانب یہ راقم آثم تھا، اب کیا تھا کہ خوشیوں کا سمندر موجیں مارنے لگا اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ عرش کے پردے اٹھ گئے اور جنت کے دروازے کھل گئے گویا میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھنے لگا، فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد سنن و نوافل پڑھی، اس کے بعد راقم نے خادم سے پوچھا کہ حضرت سے تفصیلی گفتگو کب ہو گی؟ تو اس نے کہا کہ فجر کی

نماز کے بعد، چنانچہ احقر حضرت کی قیام گاہ سے نکل کر مہمان خانہ چلا گیا، رات بھر دل ہی دل میں خوش ہوتا رہا کہ اس گنہگار کو بھی ایک امام وقت کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع مل گیا، یہ راقم کی خوش نصیبی تھی کہ اتنے بڑے محدث کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق ملی، جب کہ بعض لوگ مصافحہ کرنے کو بھی ترستے ہیں۔

راقم نے شیخ یونس صاحب سے اپنا تعارف کرایا

صبح فجر کی نماز کے بعد بندہ حضرت شیخ کی قیام گاہ پر دوبارہ گیا، اس وقت ذکر کی مجلس لگی ہوئی تھی، لوگ ”الا اللہ، الا اللہ“ کی ضربیں لگا رہے تھے، راقم بھی اس مجلس میں شامل ہوگیا اور ”الا اللہ، الا اللہ“ کی ضربیں لگانے لگا، پندرہ بیس منٹ کے بعد آہستہ آہستہ لوگ جانے لگے، میں نے دیکھا کہ حضرت آرام کررہے ہیں، چپکے سے ان کے پاس آکر بیٹھ گیا، کچھ دیر میں ایک خادم ناشتہ لے کر آیا اور بیدار کیا، حضرت بیدار ہوئے اور مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ کون ہے؟ خادم نے عرض کیا کہ کل شام کے وقت جو آئے تھے، حضرت نے تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے عرض کیا کہ کہاں کے رہنے والے ہو، کہاں سے فارغ ہوئے ہو، کب فارغ ہوئے اور کیا کرتے ہو؟ میں نے تفصیل کے ساتھ حضرت کو بتادیا کہ حضرت! میں جوری، ضلع سنت کبیر نگر کا رہنے والا ہوں اور مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب کے مدرسہ کا ملازم ہوں اور فلاں سنہ کی میری دارالعلوم دیوبند سے فراغت ہے، پھر پوچھا کہ تم حافظ ہو کہ نہیں؟ میں نے کہا حضرت میں حافظ نہیں ہوں۔

راقم کو حضرت شیخ یونس کی چند نصیحتیں

چنانچہ موقع غنیمت سمجھ کر کچھ آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیجئے! تو شیخ صاحب نے فرمایا: ”تقوی اختیار کرو، سنن ونوافل کی پابندی کرو، جھوٹ، غیبت

ہر قسم کی برائیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ اور جو کام کرو بس اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے کرو، ریا دکھاوا نام کی کوئی چیز نہ ہو، ہر کام میں خلوص ہو، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، کمزوروں پر رحم و درگزر، دوست و احباب کے ساتھ پیار و محبت، اگر کسی وجہ سے ناچاقی و نا اتفاقی پیدا ہو جائے تو فوراً معافی تلافی کر لینی چاہئے، تاکہ آپس میں پیار و محبت برقرار رہے اور جڑے ہوئے دل ٹوٹنے نہ پائیں اور اپنا اصلاحی تعلق کسی بزرگ سے قائم کر لو اور ان سے رائے مشورہ لیتے رہو، تاکہ تمہارے کام میں حسن اور نکھار پیدا ہو‘‘ یہی چند باتیں حضرت نے نصیحت کے طور پر کہیں تھی، چنانچہ اس سیاہ کار نے ان کی قیمتی باتوں کو اپنے دامن کے ایک حصہ میں باندھ لیا اور دعا و سلام کے ساتھ رخصت ہوا۔

شیخ یونس صاحب کا مقام و مرتبہ

یہ وہ تحریر ہے، جو راقم نے ۹ رسال قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب نور اللہ مرقدہ سے پہلی ملاقات پر لکھی تھی، مولانا محمد یونس صاحب جونپوری قدس سرہ ان مخصوص علماء میں سے تھے جنہیں انگلیوں پر شمار کیا جاتا تھا، مولانا فن حدیث کے ماہر اور متبحر عالم دین تھے، محدثانہ شان آپ پر غالب تھی جس کو ہر شخص محسوس کرتا تھا، نیز ورع و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)

مرثیہ بروفات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب نور اللہ مرقدہ☆

علم و عمل کا آہ وہ پیکر چلا گیا ۞ اشکوں کا ہم کو دے کر سمندر چلا گیا
وہ جس کی صحبتوں میں ہمیں روشنی ملی ۞ وہ جس کے لفظ لفظ سے تابندگی ملی
آنکھیں بھٹک رہی ہیں نہ جانے کدھر کدھر ۞ وہ نور کا منارہ کہاں پر چلا گیا
وہ جس کی بات بات میں خوف خدائی تھا ۞ سچ پوچھیے تو رب کا وہ مدح سرائی تھا
باطل میں اور حق میں کہاں کھوٹ ہے چھپا ۞ زیر وزبر کا فرق بتا کر چلا گیا
ملت کا جیسے کوئی سہارا نہیں رہا ۞ کشتی غم کا جیسے کنارہ نہیں رہا
مسلم، بخاری، ترمذی، یہ گفتگو کریں ۞ علم وادب کا ماہ منور چلا گیا
سچ پوچھیے تو بادۂ عرفاں نہیں رہی ۞ آنکھوں میں جس کا نشہ تھا وہ ہاں نہیں رہی
حجرے کی وہ چٹائی قلم داں کی ہے فغاں ۞ کیوں ہم سے روٹھ علم کا پیکر چلا گیا
مولانا عاقلؔ، ناظم سلمانؔ ملول ہیں ۞ یہ باغ یونسی کے حسیں علمی پھول ہیں
مولانا طلحہؔ، شاہدؔ پروانے رو پڑے ۞ افسوس مشوروں کا وہ دفتر چلا گیا
گاؤں کے کھیت کھیت سے یہ آرہی صدا ۞ باب حدیث پاک سے آتی تھی جو ہوا
کچھ دن سے کیوں خموش ہے لہجے کی وہ چمک ۞ دیکھو! کوئی محدث اکبر چلا گیا
غرباء کا اور یتیموں کا جو دل کا چین تھا ۞ یہ آنکھیں اس کو ڈھونڈ کے روتی ہیں برملا
کیا پھر سے لوٹ آئے گا، ایسا سخی قمرؔ ۞ کرکے ہمیں یتیم وہ رہبر چلا گیا

☆مولانا قاری ذی النورین قمر استاذ مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور

مرثیہ بروفات

حضرت مولانا شیخ محمد یونس صاحب جونپوریؒ☆

إِنَّ السَّمَاءَ بَكَتْ وَالارْضَ قَدْ صَرَخَتْ ✿ كَأَنَّمَا زُلْزِلَتْ بِالْمَوْتِ دُنْيَاناً
كَأْسُ الْمَرَارَةِ قَدْ زَادَتْ مَرَارَتَنَا ✿ وَاَغْدَقَ الغَمُّ وَالَاحْزَانُ وُدْيَاناً
لَمَّا سَرَى نَعْيُهُ مِن كُلِّ نَاحِيَةٍ ✿ فَاضَتْ عُيُونُ جَمِيْعِ النَّاسِ طُغْيَاناً
شَيخُ المَشَائِخِ فِی عِلْمِ الحَدِيْثِ لَهُ ✿ اَسْفَارُهُ شَيَّدَتْ لِلْعِلْمِ بُنْيَاناً
أهْلُ الحَدِيْثِ يَرَوْنَ الشَّيْخَ تَاجَهُمْ ✿ عَلَى رُؤُوسِهِمْ نُورًا وعِرْفَاناً
كَمْ مِنْ نُفُوسٍ اَنَارَتْ مِنْ مَجَالِسِهٖ ✿ زَادَتْهُمْ بِالهُدَى تَقْوَى وَإِيْمَاناً
لَهُ مَعَارِفُ فِی بَحْرِ الحَدِيْثِ بِهَا ✿ مَضَى يُعَلِّمُ جِيلاً فَاقَ أقْرَاناً
عِلْمُ الحَدِيْثِ يُبَاهِی بِإسْمِهٖ دَهْرًا ✿ فَأوقَدَتْ رُوحُهُ بِالْحَقِّ تِبْيَاناً
فَلَا وَرَبِّكَ لَمْ تَفْتُرْ عَزِيْمَتُهُ ✿ فَشَرْحُهُ لِلْبُخَارِی إمْتَدَّ أزْمَاناً
يَا مَنْ صَبَبْتَ كُؤُوسَ الْعِلْمِ طَافِحَةً ✿ بِفَيْضِ عِلْمِكَ قَدْ أتْرَعْتَ اَذْهَاناً
أفْنَيْتَ عُمْرَكَ نِصْفَ القَرْنِ مُصْطَبِراً ✿ اَعْددتَ لِلْعِلْمِ رُوَّاداً وفُرْسَاناً
قَضَيْتَ سِتِّيْنَ عَاماً تَجْتَنِی ثَمَراً ✿ مِنَ الْبُخَارِیْ وَقَدْ نَوَّرَتَ اَكْوَاناً
صَلَّتْ عَلَيْهِ نُفُوسٌ فِیْ جَنَازَتِهٖ ✿ فِی مَوْكِبٍ لَجِبٍ قَدْ فَاقَ مَلْيُوناً
نَاسٌ قَدْ اِنْفَجَرَتْ دَمْعًا عُيُوْنُهُمْ ✿ بِمَشْهَدٍ صَخِبٍ قَدْ سَدَّ آذاناً
تُدَفَّقُوا مِنْ دُرُوبٍ ضَاقَ مَنْفَذُهَا ✿ بِرَكْبِهِمْ سَيَّرُوا أرْضاً وَمَيْدَاناً
يَانَفْسُ اِنْ كَثُرَتْ أطْمَاعُهَا وَطَغَتْ ✿ فَلَا تَغُرِّی فَإِنَّ المَوْتَ يَغْشَاناً
اَلنَّفْسُ مَهْمَا تَطُلْ فَالْمَوتُ ذَائِقَةٌ ✿ إنْ شِئْتَ فَاقْرأ كَلَامَ اللّٰهِ قُرآناً
يَانَفْسَ يُونُسَ قَدْ جَرَّعْتِنَا وَجَعاً ✿ مُبَرِّحاً لَايُطِيْقُ النَّاسُ سَلْوَاناً
يَا نَفْسَ يُونُسَ نَرْجُو اللّٰهَ مَغْفِرَةً ✿ تُسْقِيْكِ مِنْ غَيْمِهٖ فَيْضاً وَرِضْوَاناً
إلَاهَنَا اَنْتَ غَفَّارٌ وَرَحْمَانٌ ✿ فَاسْكُبْ عَلَى قَبْرِهٖ رَوْحاً وَرَيْحَاناً

☆مولانا محمد ارشد ندوی، مصر

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

اهم تصنیفات

مدارس اسلامیہ کا نظام
سازِ دل
دردِ دل
مغربی یوپی کا ایک یادگار سفر
حیاتِ عبد الرشید
مکتوباتِ اکابر
افکارِ دل
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
چند مایہ ناز اسلاف
Rules of Raising Funds
تذکرہ
بزرگانِ رائے پور
ملفوظات
قادیانیت
سیرت نبی اکرم
میری والدہ مرحومہ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور، یوپی (انڈیا)

MARKAZU IHYAIL FIKRIL ISLAMI
Muzaffarabad, Saharanpur-247129 U.P. India
Ph. 09719831058, Email: masoodazizi94@gmail.com

70/-